عثمان ذوالنورین

یعنی

سوانح عمری حضرت عثمان رضؓ

مرتبہ

جناب مولینا مولوی محمد شفیع صاحب حکیم سند یافتہ دہلی

ساکن ڈوگرانوالہ ضلع گوجرانوالہ حال مقیم سیالکوٹ

حسب فرمائش

کریم بخش منیجر و ایڈیٹر رسالہ انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

۱۳۲۰ھ

مفید عام پریس شہر سیالکوٹ میں کریم بخش کے اہتمام

سے چھپی

(بار اول) (قیمت فی جلد ۶/)

حمائل شریف مترجم اُردو

طول ۶½ انچ عرض ۳½ انچ۔ اس حمائل شریف کا ترجمہ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کا ہے اعلیٰ درجہ کا کاغذ خوشخط خوشنما۔ ہر ایک پارہ علیحدہ علیحدہ صفحہ سے شروع ہوتا ہے۔ قیمت مجلد . . . . ۸؏

حمائل شریف مترجم اُردو

طول ۶ انچہ عرض ۳ انچہ۔ اس حمائل شریف کا ترجمہ بھی شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی کا ہے اور شروع میں فہرست مضامین اور اخیر پر لغات القرآن قیمت ۲؏

قرآن مجید } سادہ کاغذ سفید جلد انگریزی طول ۱۰ انچہ عرض ۶ انچہ حجم ۳۲۰ صفحہ قیمت ۱۳ا

قرآن مجید سادہ کاغذ سفید جلد چمڑہ مرصع کار ۱۰×۶ انچہ حجم ۳۱۲ صفحہ قیمت . . ۱۴ للعہ

قرآن مجید ″ ″ ″ ″ ۱۰×۱۶ ″ حجم ۵۰۰ صفحہ . . . . ۲؏

قرآن مجید حمائی ″ ″ ″ ″ ″ ″ ″ ۸؏

حمائل شریف مترجم اردو حنا شدہ ″ ″ ۵×۳ انچہ حجم ۵۲ صفحہ قیمت . ۶؏

قرآن مجید سادہ کاغذ ″ ″ ″ ″ ۱۰×۱۶ انچہ حجم ۴۲ ۵ صفحہ قیمت ۴ للعہ

قرآن مجید حمائلی . . . . ۱۸ للعہ

قرآن مجید سادہ کاغذ سفید جلد چمڑہ مرصع کار ۱۱×۱۰.۷ انچہ حجم ۶۱۲ صفحہ قیمت . . ۴؏

قرآن مجید مترجم ″ ″ ″ ۶ انچہ ″ ۷۹۶ ″ ۱۲

کاغذ مصری . . . . للعہ

پیارے نبی کے پیارے حالات } اس کتاب کے نام ہی سے ظاہر ہے کہ یہ کیسی پیاری کتاب ہے کوئی مسلمان نہیں جس کو اپنے پیارے نبی کے پیارے حالات سے سچی محبت اور پیار نہ ہو اس کتاب میں آنحضرت صؐ کے حالات بابرکات ولادت سے وفات تک ایک ایسے عجیب ڈھنگ سے لکھے گئے ہیں کہ آجتک اس کی نظیر دنیا میں نہیں ملسکتی۔ شروع میں تمام انبیاء کے حالات مندرج ہیں اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں یہ حالات کیوں مذکور فرمائے۔ اس کتاب کو کیسا ہی مخالف اسلام ایک دفعہ دیکھے ممکن نہیں کہ بے اختیار آنحضرت صؐ کی نبوت کی صداقت پر گواہی نہ دے اٹھے۔ بات بات میں آنحضرت صؐ کی نبوت کا ثبوت دیا گیا ہے اور توریت و انجیل و زبور سے جابجا بشارات ذکر کیگئی ہیں جو آنحضرت صؐ کے حالات سے صاف مطابقت کھاتی ہیں ایک دفعہ اس کتاب کو مطالعہ کر جاؤ۔ سارا قرآن کریم آپ کی سمجھ میں آجائیگا بڑے بڑے علماء نے اتفاق کر لیا ہے کہ ایسی پیاری کتاب تا حال کہیں طبع نہیں ہوئی۔ ہر ایک مسلمان کو اسکا منگانا فرض ہے۔ اگر پسند نہ آئے تو واپسی کا اختیار ہے۔ اس سے بڑھکر اس کی عمدگی کا یقین اور کس طرح دلایا جا سکتا ہے قیمت جلد اول ۸ للعہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

آنکہ جز مہری نیاید اسم ذی النورین است
سر این معنے کہ می فہمد بجز عقل رسا

اس شعر کے لکھنے سے یہہ غرض ہے کہ اس کتاب میں خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذو النورین رضی اللہ تعالی کا ذکر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے چوتھی جگہ شجرہ نسب میں جا ملتے ہیں۔ چنانچہ عثمان بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم کے شجرہ نسب میں عبد مناف تک تین باپ ہیں اور حضرت عثمان رض کے چار باپ ہیں بعد حضرت علی کرم اللہ وجہ کے یہہ ہر چہار خلیفہ میں سے بوجہ شجرہ نسب اقرب برسولخدا ہیں۔ اُن کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف تھیں اور اروی کی ماں ام حکیم بنت عبد المطلب ہیں یہہ قدیماً اسلام لائیں۔ اور حضرت عثمان رض کے ہمراہ بد ہجرت کیں۔ حضرت عثمان رض طایف میں بسال ششم عام فیل میں پیدا ہوئے۔

اُن کا اسلام لانا حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر ہے جب کہ اُن کی عمر ۳۹

سالہ یا ۳۰ سالہ تھی - اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم ابھی دار ارقم میں داخل نہ ہوئے تھے یہہ پہلے شخص ہیں جو بعد حضرت ابو بکر رض اور حضرت علی رض اور زید بن حارثہ کے ایمان لائے تھے - آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور ابو لیلی تھی -

مناقب

حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ لقب ذو النورین سے مشہور اسلئے ہوئے - کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دو صاجزادیاں یعنے رقیہ اور ام کلثوم یکے بعد دیگرے آپکے نکاح میں آئی تھیں - علما کہتے ہیں کہ یہہ عزت و شرافت بجز حضرت عثمان رض کے اور کسی کو نہیں ملی - حضرت عائیشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت صلعم نے جب ام کلثوم کو عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھہ بیاہا فرمایا - تیرا شوہر اشبہ مردم ہے تیری جد ابراہیم علیہ السلام سے اور تیرے باپ محمد صلعم سے

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رض حضرت اقدس محمد رسول اللہ م کیخدمت میں تشریف لائے - حضرت صلعم کا زانو کھلا تھا اسکو چھپالیا - کہا گیا کہ ابو بکر رض اور عمر رض اور علی رض آئے تو آپنے نہ چھپایا - فرمایا میں شرم کرتا ہوں اس سے جس سے فرشتے شرم کرتے ہیں - اس کو مسلم نے حضرت عائیشہ سے مطولا بیان کیا ہے -

جابر کہتے ہیں کہ ایک شخص کا جنازہ حضرت اقدس کے پاس آیا - حضرت صلعم نے اسپر نماز جنازہ نہ پڑھی کسی نے عرض کی کہ آپ تو کسی جنازہ پر نماز ترک نہیں فرماتے فرمایا اَنَّہُ کَانَ یُبْغِضُ عُثْمَانَ فَابْغَضَہُ اللّٰہُ کہ یہہ عثمان رض کے ساتھہ دشمنی رکھتا تھا - خدا نے اس کے ساتھہ دشمنی کی -

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک میں لشکر اسلام کو جسقدر رسواری اور

نقد و جنس کی ضرورت پڑی تہی حضرت عثمان نے طیب نفس اور استرضاء خدا کے لئے مدد کی تھی - اس سبب سے سرورِ کائنات صلعم اول شب سے لیکر طلوع فجر تک فرماتے رہے - اَللّٰهُمَّ اِنِّي رَضِيتُ مِنْ عُثْمَانَ فَارْضِ عَنْهُ کہ اے مولا میں عثمان سے راضی ہو گیا - تو بھی راضی ہو جا - پس اظہار رضاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے یہہ آیت نازل فرمائی - اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ کیا وہ شخص جو فرمانبرداری کرتا ہے رات میں کھڑا ہو کر اور سجدے میں پڑ کر اور وہ آخرت سے ڈرتا ہے - اور اپنے مربی کی رحمت کی طلب کرتا ہے (یہہ حضرت کی دعا کا اثر تہی) اور حضرت دعا فرمایا کرتے تھے - کہ اے عثمان رض تیرے خداوند کریم گناہ معاف کرے جو آگے کئے ہیں اور جو پیچھے کریگا - اور جو پوشیدہ کئے تو نے اور جو ظاہر کئے تو نے اور جو تجھ سے قیامت تک ہونے والے ہیں -

پھر فرمایا کہ عثمان رض ایسا حیا والا ہے کہ اس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں -

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں میں سے پہلی حبشہ کی طرف معہ اپنی بیوی رقیہ ہجرت کی - آپ اکثر لڑائیوں میں ہمرکاب رسول خدا صلعم رہے مگر جنگ بدر میں کہ آپ کی بیوی رقیہ بنت آنحضرت صلعم سخت بیمار تھیں اور آنحضرت صلعم آپ کو مدینہ ہی میں ٹھیرنے کا حکم دیا تھا - چنانچہ وہ بیوی اس مرض میں راہی ملک بقا ہوئی - بلکہ دیدار فیض آثار آنحضرت صلعم سے مشرف نہ ہو سکیں - کیونکہ حضرت صلعم انیس روز کے بعد مدینہ میں رونق افروز ہوئے تہے - حضرت صلعم نے حضرت عثمان کو حصہ دیا اور اُن کا اجر ثابت کیا - لہذا وہ اہل بدر سے ہیں - جن کی نسبت آنحضرت صلعم نے جنت کی بشارت دی ہے -

اور بیعۃ الرضوان میں آنحضرت صلعم نے اُن کی بیعت اپنی ہاتھ سے لی ہے کیونکہ حضرت صلعم نے صلح حدیبیہ کے وقت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ابو سفیان

اور شرفا قریش کے پاس روانہ فرمایا تھا۔ کہ وہ قریش کو کہیں کہ آنحضرت صلعم بارادہ
جنگ نہیں آئے۔ بلکہ وہ زیارت بیت اللہ کا ارادہ رکھتے ہیں۔ جب حضرت عثمان رضی
نے یہہ بات کہی تو قریش کہتے ہیں کہ تم اگر طواف کرنا چاہتے ہو تو بے شک کرلو۔ ہم
محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہرگز اجازت نہیں دینگے۔ کہ وہ آکر طواف کریں۔
حضرت عثمان رضی نے کہا کہ یہہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کہ میں بغیر اپنے حبیب رسول
مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے طواف کروں۔ قریش نے حضرت عثمان رضی کا
یہہ خلوص دیکھ کر خفا ہو کر اُن کو گرفتار کرلیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو خبر پہنچی کہ حضرت عثمان رضی شہید ہو گئے ہیں۔ اس خبر وحشت اثر کے
سنتے ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اب لڑے بغیر نہیں
رہیں گے۔ اور اپنے مخالفوں کی خون گرائی بغیر واپس نہیں جائینگے۔ پھر بعیت کا حکم دیا
جو ایک درخت کے نیچے اسبات پر ہوئی کہ صحابہ کرام اقرار کریں کہ ہم اپنی جان دینگے
اور کفار کو قتل کرینگے۔ اور خود مر جائیں گے۔ مگر اس مقام اور مقابلہ سے نہ ٹلیں گے
جد بن قیس کے سوا سب لوگوں نے مرنے کی بعیت کی اس بعیت کو بعیت رضوان
کہتے ہیں جس کے لئے ید اللہ فوق ایدیھم کا ارشاد ہے۔ اس میں حضرت عثمان رضی
موجود نہ تھے۔ اسلئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھہ حضرت عثمان رضی کا
ہاتھہ فرض کرکے اپنے دوسرے ہاتھہ پر رکھا۔ اور ان کی طرف سے بیعت لی یہ بیعت
ختم نہ ہونے پائی تھی کہ حضرت عثمان رضی کی خبر پہونچی کہ وہ قتل نہیں ہوئے بلکہ وہ
زندہ ہیں پھر قریش نے صلح کا پیغام بھیجا اور صلح ہو گئی۔
حضرت عثمان رضی وہ شخص ہیں جنکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد
فرمایا کہ ہر ایک نبی کے لیے جنت میں رفیق ہونگے۔ میرا رفیق عثمان ہے۔ اور یہہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ عثمان ولیی فی الدنیا والآخرۃ کہ عثمان

دنیا اور آخرت میں میرا دوست ہے اور پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ عثمان میزان کے نزدیک واجب النار ۷۰ ہزار آدمی کے شفیع ہونگے۔ اور یہہ بھی فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ جب مرینگے تو انپر ملائکہ السماء نماز پڑھیں گے۔

حضرت عثمان وہ انسان ہیں جب کہ وہ اور حضرت ابوبکر رضہ اور عمر فاروق رضہ اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کہ شبیر پر چڑھے تو اسکو جنبش ہوئی تو آپ نے فرمایا اُسکن شبیر فانما علیک نبی وصدیق وشہیدان کہ اے شبیر ٹھہر رہ تجھ پر اسوقت تین بابرکت اور باانعام شخص موجود ہیں نبی صدیق دو شہید یعنے عمر رضہ اور حضرت عثمان رضہ

ایک دفعہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنہ کا ذکر فرمایا اتنے میں حضرت عثمان رضہ نکلے۔ فرمایا یہہ اسدن ہدایت پر ہوگا۔

حضرت عائشہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان کو فرمایا یقیناً اللہ تجھے ایک قمیص پہنائیگا۔ لوگ اس کے اتارنیکا ارادہ کرینگے تو اُن کے لئے وہ نہ اُتاریو۔ مراد اس سے خلافت ہے۔

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فتنہ کا ذکر فرمایا پھر عثمان کے حق میں فرمایا یُقتَل ھٰذا فیھا مظلوماً کہ یہہ اُس میں ناحق اور مظلوم قتل کیا جاویگا

حضرت عثمان رضہ آنحضرت صلعم کے منشیوں میں سے تھے۔ اور ایک اُن صحابہ میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف کو جمع کیا ہے۔ اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو دو دفعہ مدینہ میں خلیفہ چھوڑ گئے تھے۔ جب کہ عروۃ ذات الرقاع اور عروۃ غطفان پر تشریف لے گئے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ ایک اُن میں سے تھے جنپر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوئے تھے اور ایک عشرہ مبشرہ سے

ہیں اور یہہ اولین مہاجرین میں سے ہیں۔
حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ ہی نے سلسلہ حفظ قرآن کریم کا جاری کیا تھا
اور جامع بھی قرآن کریم آپ ہی مشہور ہیں۔ گو پہلے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ
تعالےٰ عنہما نے بھی بہت احتیاط اور نہایت تخصیص اور تدقیق سے ایک قرآن مجید جمع کرایا
تھا۔ جس کی ایک نقل آپ نے ام المومنین حضرت حفصہ رضہ کے سپرد کی تھی۔ زمانہ
خلافت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ میں لوگوں میں بوجہ تخلیط بعض الفاظ جو
زبان رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم سے بطور تفسیر منتظر ہوئے تھے۔ اُن کو اصل
عبارت میں شامل کرنے کے باعث اختلاف پیدا ہوتا گیا۔ اپنی اپنی قرأت انہوں
نے شروع کر دی۔ ایسی بے احتیاطی کیحالت کو حضرت عثمان رضہ نے دور کرنے کے
لئے بعض صحابہ کے ساتھہ مشورہ کیا۔ اور اُن اختلافات کے دور کرنے کی غرض سے وہ
صحیح نسخہ جو حضرت حفصہ رضہ کے ہاں تھا وہ منگوایا۔ خلیفہ اول حضرت ابو بکر رضہ کے
وقت نہایت تحقیق اور تدقیق سے مرتب کیا گیا تھا پھر نہایت ہی احتیاط اور
صحت سے اور اصح رسم الخط سے کئی نسخے لکھوا کر ملک بملک عراق و شام و مصر میں
اور دیگر ممالک اسلامیہ میں پھیلایا اور وہ کاتب جو قرآن کریم کی تنسیخ پر مقرر ہوئے
تھے اُن صحابہ کے نام نامی یہہ ہیں۔
زید بن ثابت رضہ [1] سعید ابن العاص رضہ [2] عبدالرحمن بن الحارث رضہ [3] عبداللہ بن زبیر [4]
ہشام المخزومی [5]۔ ان پانچوں اشخاص کو حضرت عثمان رضہ کی طرف سے اجازت تھی
کہ اگر کہیں اختلاف قرأت ہو تو اسوقت قریش کی بولی کو ترجیح ہوگی۔ کیونکہ قرآن کریم
بمحاورہ زبان قریش اُترا ہے۔ بعد تنسیخ نسخہ ہائے صحیحہ کے باقی مختلف القرأت و
شاذۃ القرأت نسخے سب کے سب جلا دیئے گئے۔ بس ایک وہی صحیح منقولہ نسخہ رہا جو
حضرت ابو بکر رضہ خلیفہ اول اور حضرت عمر رضہ کی باہمی تکرار کے بعد اعلیٰ درجہ کی تنقیح

اور تحریف سے منزہ کیا گیا تہا اس سے نقل ہوا عہد خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے لیکر آجتک اور آئیندہ قیامت تک کسی کو اس کی محرف ہونیکا شبہ یا اس کی تحریف کی جرأت نہیں۔ کیونکہ اس کی حفاظت کا بیڑا خود حضرت احدیت مالک القرآن والا قرآن نے اُٹہا رکہا ہے ہر ایک فرد بشر اس کے محفوظ مثل لوح محفوظ کے ہونیکا قائل ہے خواہ وہ مخالف ہی ہو۔ بشرطیکہ وہ ہٹ دہرمی اور تعصب سے بری الذمہ ہو ورنہ ہمارے خود مدعیان شیعان علی کرم اللہ وجہ کمی کے قایل ہیں۔

یہہ وہ پاک کتاب ہے جس میں سے نہ کوئی کم کرسکتا ہی اور نہ کوئی بڑہا سکتا ہی بلکہ ایک شش اور ایک شوشہ تک بھی کوئی شخص اپنی طرف سے ایزاد یا کم نہیں کرسکتا ہے۔ چونکہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ کے زمانہ خلافت میں یہہ ایک اسلام کی اعلی درجہ خدمت ہوئی اختلاف مٹا دیا گیا۔ اور دین محمدی حنیفی کو پہر حنیف بناکر الہی سڑک پر چلایا۔ یہہ وہ احسان ہے کہ جس سے مسلمانوں کی گردنیں کبھی بھی سبکدوش نہیں ہوسکتی زیادہ تر مشہور ہے کہ مدینہ میں چاہ رومہ خریدنے پر حضرت عثمان رض کو وعدہ جنت دیا گیا۔ اسی مسجد میں زیادتی کرنے کے لیئے اردگرد کے گھر خرید کرکے شامل کیئے تھے۔

امام سیوطی فرماتے ہیں تزوج عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا رقیہ بنت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ابتداء زمانہ نبوت کے ہوا تہا۔ تنہائے غزوہ بدر میں رقیہ کا انتقال ہوا جو پہلے ذکر ہوچکا ہی۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ اُن کی علالت طبع کی وجہ باذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاضر نہیں ہوئے تھے اور جسدن اُن کو دفن کیا۔ اسی دن مژدہ فتح مسلمین مدینہ میں پونہچا۔ پہر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح ام کلثوم کا حضرت عثمان رض سے بتصدیق پیشینگوئی کردیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کو بوجہ فوت ہوجانے ایک صالحہ بیوی رقیہ بنت رسول اللہ صلعم کے سخت ہی دلپر صدمہ تہا۔ وہ اکثر اوقات اپنی صالحہ انیس کی یاد آوری سے مغموم و محزون

رہتے تھے۔ یہہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ نے ان کے دل بہلانے کے لئے اور غم غلط کرنے کے لئے اپنی دختر حفصہ رضہ کے نکاح کا پیغام بھیجا۔ مگر چونکہ دیرینہ یار کی جدائی کا اثر دل پر غم کا ڈیرا جمائے بیٹھا تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے وہ منظور نہ کیا۔ چنانچہ یہہ ماجرا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپنے فرمایا اے عمر غمناک عثمان کے لئے ایک اچھی زوجہ ہے۔ اور تیری بیٹی کے لئے ایک بہترین شوہر پھر آپنے ام الکلثوم کا نکاح حضرت عثمان سے کردیا اور بعد اس کے اپنا نکاح حضرت حفصہ سے کردیا۔ سنہ ۹ ہجری میں ام الکلثوم کا بھی انتقال ہوگیا۔ اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کاش میری چالیس بیٹیاں ہوتیں۔ تو یکے بعد دیگرے میں عثمان رضہ کو نکاح کردیتا یہانتک کہ ایک بھی ان سے باقی نہ رہتی (رواہ ابن عساکر)

حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ عثمان وہ شخص ہے کہ جو لوط کے بعد مع اپنے عیال و اطفال کے مہاجر الی اللہ بنا۔ اب یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپکے ایمان لانے کے ماجرے کو لکھ دیں جیسا کہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ اپنی زبان فیض ترجمان سے بیان فرماتے ہیں کہ میری خالہ سعدیہ نامی کو فن کہانت میں نہایت ہی کمال حاصل تھا کہ اسکا ہمعصر کوئی بھی اس کے ساتھہ مقابلہ نہیں کرسکتا تھا۔ حسب معمول ایک دن میں اس کے پاس گیا اس نے مجھ سے بطرز فال کے بتایا کہ عنقریب ہے کہ تجھے ایک نہایت خوبصورت اور حسین بیوی ملیگی۔ جو اصلاح اور نیکی میں بھی مریم صفت ہوگی۔ اور وہ بیٹی ایک جلیل القدر اور عظیم الشان انسان کامل کی ہوگی۔ یہہ بات سنتے ہی میں متحیر سا رہ گیا اور مختلف خیالوں نے میرے دلکو گھیر لیا کہ یہہ کیا بات کہتی ہے بس ابھی اسی تحیر کیحالت میں ہی تھا کہ دوبارہ اس نے پھر پہلی بات کا اعادہ کیا۔ اور پھر کہا وہ عظیم الشان اور جلیل القدر آدمی نبی آخرالزمان

اور ختم المرسلین ہیں اور وہی اسی شہر میں موجود ہے اور وہ نبی بنائے گئے ہیں اُنپر خدا کی طرف سے وحی آتی ہے اس کی اس حیرت انگیز گفتگو نے میرے دلپر ایک جادو کا اثر کیا میں نے کہا اے خالہ جان مینے یہہ گفتگو بجز تیرے دوسرے سے نہیں سنی۔ اور شہر میں اسکا شہرہ نہیں پایا (کیونکہ وہ زمانہ ابھی اسلام کی ولادت کا تھا کہ ابھی بجز چند اشخاص کے اسکا کوئی یار اور پود امعلوم نہ ہوتا تھا) کیا اچھا ہو کہ اپنی پیاری خالہ سے اس دل بر اور دلربا کی حقیقت کو مفصل سنوں۔

ای پیارے بیٹے وہ نبی آخر الزمان جسکا مینے ذکر کیا ہے۔ محمد بن عبداللہ بن المطلب ہیں وہ لوگوں کو ایمان و اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ کوئی زمانہ نہ گذریگا کہ اُن کا روشن دین تمام صفحہ ہستی پر آفتاب جہانتاب کیطرح اپنے ہدایت نما کرشموں سے منور اور روشن کریگا۔ اور اُن کا سچا مذہب اور الٰہی دین تمام باطل ادیان کو دنیا سے نیست و نابود کر دیگا۔ جو دعوت اسلام قبول نہ کریگا اُس کو نہایت ذلت اور خواری سے شمشیر خوار کا لقمہ ہونا پڑیگا۔ اُن کے مخالف تمام مٹیا میل کر دیئے جاوینگے۔ ہر ایک طرف اسلامی ڈنکا بجیگا۔ جب مینے اس کی یہہ نوید جانبخش سنی ظاہراً الٰہی ہیبت اور خدائی جلالیت سے میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا۔ بس وہ اس کی تقریر کیا تھی ایک تیز اثر دوائی تھی یا تیر بارانی جسنے میرے دل کو اُس محبوب محجوب کی طرح راغب کر دیا۔ اسی روز سے میری طبیعت سخت اُچاٹ اور بیقرار تھی۔ کہیں آرام و چین نہ آتا ہر ایک جگہ خوفناک اور ڈراؤنی معلوم ہوتی تھی۔ بے شک کسی نے کہا ہے ؎ عاشقی چیست بگو بندہ جانان بودن دل بدست دگران دادن و خود حیران ماندن۔ ہر وقت فکر و اندیشہ باسبق ماجرا خیال دامنگیر رہتا۔

چنانچہ اسی وحشت کے زمانہ میں بوجہ سابق تعلق حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے جو اس بیسا تہا میں ان کے پاس گیا اور ان کی خدمت میں اپنی تمام کہانی بوجہ اخلاص

و بجھتی من وعن بیان کردی سیرے بیان کرنے کے بعد حضرت ابوبکر نے مجھ کو کہا کہ
ای عثمان تم نہایت ہی فہیم اور زیرک اور دانا ہو کہ تمام اہل مکہ اپنی اہم امور وں میں تم
سے مشورہ پوچھتے ہیں۔ کیا یہہ سنگریزے یا پتھروں کے ٹکڑے ہمیں کچھ نفع اور ضرر
پہونچا سکتے ہیں۔ کہ لوگ ان کو اپنا خدا سمجھے ہوئے ہیں جب یہہ خود اپنی جمادی حالت
کو کسی دوسری حالت سے مبدل نہیں کر سکتے۔ تو ہمیں کیا دکھ دیسکیں گے۔ اُن کو یہ
طاقت نہیں کہ ہماری بات سنکر ہمیں جواب دیں۔ نہ ہی ان کو بصارت ہے کہ ہماری
حالت زار کو دیکھیں اور نہ ہمیں کسی خاص موقعہ میں نصرت کرسکتے ہیں کیا سلیم عقل
یا فراست انسانی اس بات پر مقتضی ہو سکتی ہے۔ کہ ایسے نکمے اور بیکار پتھروں کو معبود
بنایا جاوے۔ اُن کی عبادت بجز اپنی حماقت اور کم عقلی اور کچھ نتیجہ بخش نہیں۔ مجھے حضرت
ابوبکر کی اس خیر اندوز کلام نے اپنا گھایل بنالیا اور مجھے سر تسلیم جھکانا پڑا اور میں نے کہا
کہ جو کچھ آپ نے کہا ہے یہہ واقعی راست اور ٹھیک ہے۔ اس تسلیم کے بعد حضرت ابوبکر فرمانے
لگے کہ تمہاری خالہ کی گفتگو واقعی درست اور ٹھیک ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو کافۃ الانام کا رسول بنایا ہے وہ ہر ایک جن و بشر کیلئے سچے ہادی
اور کامل رہنما ہیں۔ تم اسوقت غنیمت سمجھو اور حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لاؤ
چونکہ ولولہ عشق محمدی پہلے دل میں اپنی آگ بھڑکا چکا تھا ابوبکر رض کو اپنا ایک سچا
خیر خواہ سمجھ کر آپسمیں باتیں کر رہے تھے کہ یکایک آنحضرت کان ایمان سید
الانس والجان حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ
رونق افروز ہوئے ؎

بیا و بیا و قدم بر دو دیدہ ام بگذار

کہ انتظار قدومت کشیدہ ام بسیار

حضرت ابوبکر صدیق آنحضرت صلعم کی تعظیم کے لئے اُٹھنے میں ابھی دل سے اُٹھے نہ تھے

اس کے آنحضرت صلعم کے ساتھ ابوبکر نے علیحدہ جاکر کوئی پوشیدہ بات کہی بعد اس کے
آنحضرت صلعم میرے پاس آکر بیٹھ گئے۔ نہایت خلق اور نرمی سے میری طرف مخاطب ہوئے
آنحضرت صلعم فرماتے ہیں کہ اے عثمان اللہ ایک ہی جس کا کوئی ہمتا اور شریک نہیں
وہ ہر ایک عیب سے پاک اور منزہ ہے اور اس مالک الملک اور ذوالجلال نے مجھے مخلوق
کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری دعوت کرتے ہیں کہ میری تابعداری کر
بہشت میں دعوت کھاؤ۔ تم اس مالک الملک اور شہنشاہ کی دعوت قبول کرو۔
آپ کے اس فرمان نے میرے دل پر نہایت اثر کیا اور میرے دل کو نور ایمان نے گھیر لیا
بعد اس کے بصد ذوق شوق کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا
بعد میں جب نکاح رقیہ بنت رسول اللہ صلعم سے مشرف ہوا اپنی خالہ کی اس پیشگوئی
کو اکثر اوقات یاد کرتا تھا۔

معاشرت و حلیہ حضرت عثمان ذوالنورین رض

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمیانہ قد تھے چہرہ پر چیچک کے خفیف خفیف داغ
خط و خال موزون اعضا بھاری اور سڈول کثیر اللحیہ دانت خوبصورت گھنگرالے
بال رنگ سفید مائل بسرخی سر کے بال کانوں کے نیچے تک لٹکتے تھے۔ بڑھاپے میں
بالوں کو صفرے سے خضاب کرتے تھے۔ اور دانت سونے کی تار سے کیلے ہوئے تھے
عبداللہ بن حزم مازلی کہتے ہیں میں نے عثمان بن عفان کو دیکھا میں نے کبھی کوئی مرد و عورت
ان سے خوبصورت نہیں دیکھے۔ موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کان عثمان اجمل الناس
تمام لوگوں سے اجمل تھے ابن عساکر نے اپنی منتخب میں اسامہ بن زید سے روایت کی
ہے اس نے کہا کہ ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رکابی میں

گوشت دیکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر ارسال کیا۔ جب میں اُن کے
ہاں پہنچا دیکھا کہ دونوں میاں بیوی رقیہ و عثمان بیٹھے ہیں میں متحیر سا ہو کر کبھی رقیہ
کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی عثمان کے چہرے پر نظر پھینکتا تھا۔ جب میں آنحضرت م
کی خدمت میں حاضر ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے پوچھا۔ کیا تو
رقیہ اور عثمان رض کے گھر گیا تھا میں نے عرض کی کہ ہاں پھر آپ نے فرمایا تو نے ان دونوں
سے بڑھکر خوبصورت کسی مرد یا عورت کو دیکھا ہے میں نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلعم
نہیں۔

آپ دیانت شعار اور پکے دیندار تھے۔ مذہبی فرائض کے ادا کرنے میں کبھی سستی
نہیں کرتے تھے بجز فرضی صوم و صلوٰۃ کے نوافل میں بھی اکثر مشغول رہتے تھے۔
اکثر راتوں میں قیام اللیل میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے۔ طریق تمدن بھی
کوئی ایسے سیدھے نہ تھے ذہین اور اکثر باتوں کی تہ تک پہونچ جاتے تھے ہمیشہ فیاضی
اور دریادلی سے کام لیتے تھے اسلئے آپ کا نام نامی عثمان غنی کرکے ہی مشہور ہے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مدینہ منورہ میں سخت قحط سالی ہو گئی حضرت عثمان رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے کئی اونٹ اناج کے لدے ہوئے یمن کی طرف سے آئے۔ لوگوں کو ان کے
دیکھنے سے جان میں جان آئی اور بہت خوش ہوئے امراء مدینہ اُس اناج کو خریدنے
کے لئے اونٹوں کے پاس گئے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باہمی بائع مشتری
کی طرح گفتگو ہوئی۔ نفع تگنا دیتے تھے۔ آپ نے کہا کہ بڑا افسوس ہے کہ دس گنا نفع
چھوڑ کر اس تگنے نفع کو پسند کروں۔ یہ سب مال اللہ کی راہ میں وقف ہے۔ سب
لوگ مدینہ کے وہ اناج مفت لے گئے اور آرام سے چند روز بسر کئے

ازواج مطہرات امہات المومنین کے لئے مسجد نبوی کے اردگرد کئی مکانات
بصرف زر کثیر .... خریدے۔

غزوہ تبوک میں آپ نے چھ سو پچاس اونٹ اور پچاس گھوڑے مع سازو سامان کے للہ طور پر بھیجے تھے۔ مسلمانوں کے لئے مدینہ میں کنواں شیریں نامی زومہ کو خرید کر کے وقف کر دیا۔

آپ نہایت باحیا تھے۔ آپ سے فرشتے بھی شرم کرتے چنانچہ مناقب میں مذکور ہو چکا ہے آپ اپنے غلاموں کے ساتھ نرمی کرتے تھے اور نہایت ہی خلیق اور رقیق القلب تھے۔

عبدالرحمٰن بن حاطب کہتے ہیں میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابوں میں سے کسی کو ان سے زیادہ اتم و رحسن الحدیث نہیں پایا۔ مگر یہہ ایک ایسے شخص تھے کہ تحدیث سے ڈرتے تھے آپ سے ایکسو چالیس احادیث مرفوعہ مروی ہیں۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ احکام حج میں جسقدر کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلم تھے پیچھے ورثے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں جابجا اسلامی ڈنکا بج گیا۔ اور اسلامی شان شوکت مختلف ممالک مثلاً افریقہ اسکندریہ ایران وغیرہ میں جلوہ نما ہوئے۔

آپ ہر جمعہ کے دن ایک غلام آزاد کرتے تھے۔ اسی طرح انہوں نے کئی غلاموں کا فک رقبہ کروایا۔ آپ نہایت ہی فارغبال اور خوشحال تھے ان کی آنکھوں میں اس دنیاوی ہستی کی کچھ عزت نہ تھی۔ اور نہ ہی چاندی سونے سے محبت۔ مصیبت کے وقت مسکینوں اور محتاجوں پر کثیر التعداد مال و زر خرچ کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے مسجدوں کا تزین تزخرف یا پختہ بنانا یہہ آپ کے ہی زمانہ سے شروع ہوا بلکہ جمعہ کے روز پہلے اذان بھی آپ کے زمانہ میں ہی شروع کی گئی۔ کیونکہ مخلوق کی اژدہام کے باعث اذان کافی نہ تھی اسلئے یہہ پہلی اذان ایک بلند مقام پر دیجاتی تھی مسجدوں میں فرش کا ڈالنا یہہ بھی حضرت عثمان رض کے زمانہ میں ہوا۔

آپ کو دنیاوی مال و ثروت کی کوئی ایسی قدر نہ تھی جیسا کہ آخرت کے حال پر تا آپ

جب قبر پر کھڑے ہوتے تھے آپ کی مبارک ریش مارے آنسوؤں دردناک کے جو خشیت عذاب سے جاری ہوتے تھے تر ہو جاتی تھی۔ چنانچہ اس پر سوال ہوا کہ آپ کو قبر کا موقعہ اسقدر وحشت اور ہولناک معلوم ہوتا ہے آپ فرماتے ہیں کہ یہ پہلا مرحلہ اور اول شب ہے دوسرے جہان کی۔ اگر اس میں نجات مل گئی تو آگے بھی نجات ہے۔ اگر یہاں خلاصی نہ ہوئی تو آگے تمام روسیاہی۔

آپ خلقت کو ہدایت کرتے تھے اور ہر ایک کو صراط مستقیم کے چلنے کی تعلیم دیتے تھے اور صبر و تحمل علی البلا ولاید اکی تاکید کرتے تھے اور ہمیشہ ذکر و فکر میں رہتے اُن کا دلی منشا تھا کہ لوگوں کو عسر و یسر صحت بیماری میں خدا کے ساتھ وہ دلی تعلق ہو کہ اُس کی رضا پر خوش رہیں۔ اور جہانتک ممکن ہو لوگوں میں بس اصلاح ہی اصلاح ہو اور فساد کا نام نہ رہے۔ لوگوں کی تکلیفیں اُن کا بوجھ اپنے ذمہ پر اُٹھاتے تھے۔

آپ کی فراست غضب کی تھی۔ ایک دفعہ نامحرم عورت زنا کرکے آپ کے گھر آئی آپ نے اسکی حالت اور آنکھ دیکھ کر کہا تجھے کیا ضرورت ہے کہ زنا کرکے میرے گھر میں آئی ہے کہ تیری آنکھ میں زنا کا اثر دیکھتا ہوں۔ ایک صحابی پاس تھے اُنھوں نے کہا کہ ای عثمان تم پر کیا وحی نازل ہوئی ہے کہا نہیں۔ بلکہ یہہ نور ایمان اور فراست مومن ہے اور وہ واقعی زنا کرکے آئی تھی۔

جس سال قرآن کریم کے جمع کرنے سے فراغت ہوئی اس سال حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ خاتم نبی جیسے مہر محمدی کہتے ہیں کسی کنوئیں میں گر گئی۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو ان تمام ناموں اور فرمانوں پر لگاتے تھے۔ جو اطراف و کناف کے بادشاہوں کے نام جاری ہوتے تھے وہ چاندی کی تھی۔ اُس کے نگینہ میں تین سطریں اس طرح پر لکھی ہوئی تھی۔ سطر اول محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) دوسری میں رسول اور تیسری میں اللہ۔ یہہ مہر پہلے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس

تھی۔ پھر اُن کے بعد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیر اریس میں گر گئی تھی۔ جس کے گم ہونے سے یہ مستنبط ہو سکتا ہے کہ صدر خلافت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں امن وامان اور فتنہ وفساد نہ ہوگا۔ پھر جب وہ خاتم گم ہو جاوے گی۔ بس فتنہ اور فساد کا دروازہ کھلجاویگا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا۔ اس کے گم ہونے کے بعد چند ہی مدت نہ گذرنے پائی کہ صحابہ کرام رسول اللہ صلعم میں بوجہ زیادہ تقرب بنی امیہ کے نزاع شروع ہوگیا۔ جس سے ہم یہ کہہ سکتے ہیں یہ اصلاح اور باہمی اتحاد اسی خاتم النبی صلے اللہ علیہ وسلم کا باعث تھا۔ یہ مہر خاتم خلیفہ ثلاثہ صرف ان مراسلات کی پیشانی پر ثبت کرتے تھے جن میں غیر ممالک بادشاہوں کو اسلام کیطرف مدعو کئے جاتے تھے۔ ورنہ خاص اپنے عاملوں اور حاکموں کو جو پروانجات ارسال کئے جاتے تھے اسپر خاص اپنی مہر ہوتی تھی۔

اس خاتم نبوی کے گم ہونے کے بعد کوئی دوسری مہر اس نقش محمد رسول اللہ والی نہیں کھدوائی گئی۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا کہ کوئی اپنی مہر میں محمد رسول اللہ نہ کھدوائے۔ خواہ تبرکاً یا یتیماً۔

مروان بن الحکم ان کا کاتب تھا۔ اور کعب بن مسور و عثمان بن قیس قاضی دربان انکا حمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن معبد سہمی نقش خاتم ان کا آمنت باللہ مخلصاً تھا

خلافت

جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس زخم کے باعث جو اُن کو شہید بنانے کے لئے ہوا تھا اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے۔ اور صحت نظر نہ آتی تھی۔ تو آپ اپنے منصب خلافت کے تفویض کرنے میں متردد ہو رہے تھے۔ گو لوگ کہتے تھے۔ کہ آپ اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر کو خلافت کی جانشینی کی اجازت دیں اور آپنے فرمایا کہ آل عمر کے

لئے یہی کافی ہے۔ کہ ان میں سے عمر خلیفہ ہو چکا ہی۔ تمام صحابہ کو جمع کیا۔ جس کو کہا شوری
کہتے ہیں اور عبد الرحمٰن بن عوف نے فرمایا کہ اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں مخلصوں اور اپنے
پیاروں سے رخصت ہوتا ہوں منصب خلافت کس کے سپرد کروں۔ ایسا نہ ہو کہ میرے
بعد کوئی فساد و فتنہ برپا ہو یہ عظیم الشان منصب کے لائق ہیں اور عثمانؓ اور علیؓ اور زبیر بن العوام
اور سعد بن وقاصؓ اور طلحہؓ بن عبید اللہ جو اسوقت موجود نہ تھے۔ کو منتخب کرتا ہوں حضرت
عبد الرحمٰن بن نے تو قسم کھا کر صاف انکار کردیا کہ اب آپ صاحبوں میں سے جس صاحب
کو اہلبیت اس عظیم الشان اور خلافت کے سمجھیں۔ اسی کو خلیفہ بنا لیویں۔ آپ لوگوں کی رائے
مقدم رہے۔ کیونکہ میں آپ صاحبوں کی فضیلت اور عظمت کو خوب جانتا ہوں۔ اس
جلیل القدر منصب خلافت کو آپ کی رائے پر چھوڑتا ہوں۔ جسپر تمہارا اتفاق رائے ہو۔ اسکو
خلیفہ کردو۔ کیونکہ جب تک تم سے کوئی ہی موجود نہ ہوگا۔ دوسرا کوئی بھی خلافت کا مستحق نہیں
ہوسکتا۔ بس میں وصیت کرتا ہوں میرے انتقال کے بعد تم سے کوئی جسپر اتفاق القوم ہوجائے
خلیفہ بنا لینا۔ اور طلحہ بن عبد اللہ جو موجود نہیں ہے اس کی تین دن انتظاری کرنی ضرور ہے
ان کو اس شوری میں شمولیت کا منصب حاصل ہے۔ بلکہ ان کی رائے مقدم بھی جا دے
اگر تین یوم تک وہ تشریف نہ لائے تو پھر آپ صاحب جس کو چاہیں خلیفہ کردیں۔ خلیفہ
کی تقرری تک اصیب بن سنان کو نماز کا امام بنانا۔ اس میں کسی قسم کا خلاف اور جھگڑا
نہ کرنا۔ لیکن بار بار میں اس مقدالذکر عظیم الشان کی نسبت توجہ دلاتا ہوں کہ اس میں
متفق الرائے ہو کر جس کو مناسب سمجھو خلیفہ مقرر کرنا وصیت کے اختتام پر حضرت
عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ راہی ملک بقا ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون

جب حضرت فاروق اعظم نے اس دار فانی سے بطرف ابد الآبادی راحت جسے دار باقی سے
تعبیر کیا جاتا ہی رحلت کی تو بعد تجہیز و تکفین کے ممبران کمیٹی شوری جو سنت ضروریہ کی طرح
فاروق اعظم کی وصیت کے لئے تھے۔ کیونکہ اسوقت حضرت طلحہؓ ہی مدینہ منورہ سے

واپس تشریف لائے تھے بنا براجرائے وصیت مکان حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا جو حضرت اشعث بن قیس کی خواہر تھیں) پر جمع ہوئے - اور ہر ایک نے بطور یادآوری و شکرگذاری بحضرت رب العزت اپنی عصمت اور عزت کے خطبے پڑھے پھر حضرت عبد الرحمن بن عوف نے اصحاب شستہ منتخبہ حضرت فاروق اعظم کو کہا کہ تین آدمی ان آدمیوں کی رائے کے متفق اور اختیار میں ہو جائیں - جس پر حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں اپنا معاملہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کے سپرد کرتا ہوں اور حضرت طلحہ رض نے کہا کہ میں نے اپنا ولی حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالی عنہ کو بنایا - جب یہ باہمی کچھ فیصلہ ہو چکا تو حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ میں اور میرا بھائی سعد دونوں ہم تمام خلافت سے دستبردار ہیں - ان کا تو وہی قول رہا جو فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کے سامنے اظہار فرما چکے تھے - بوجہ دست برداری وقطع تعلقی خلافت کے جس میں کمال زہد و تقویٰ کا اظہار تھا تمام اصحاب رضی اللہ تعالی عنہم نے امر خلافت کو حضرت عبد الرحمن رض کی رائے پر موقوف رکھا - اور اُن کے محاکمہ پر تمام صاحب رضامند ہو کر سب کے سب اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوئے - بعد برخواست جلسہ ہذا حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک معتبر آدمی بپیش حضرت علی کے کہلا بھیجا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو تم کس کی خلافت پر راضی ہو گے - جواب میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں اس جلیل الشان منصب کے لئے حضرت عثمان ذوالنورین کو پسند کرتا ہوں - اسی طرح حضرت عبد الرحمن رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک دوسرا آدمی حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہ کے گھر ارسال کر کے دریافت کیا کہ اگر میں تمہاری بیعت نہ کروں تو تمہارے نزدیک کون شخص لائق خلافت ہے آپ نے جواب میں فرمایا کہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو اس منصب کے لئے سزاوار جانتا ہوں - پھر حضرت عبد الرحمن رض نے حضرت طلحہ رض اور حضرت زبیر رض کو طلب کر کے فرمایا کہ اگر دونوں صاحبوں کو منصب خلافت نہ دیا جاوے

تو تم کس کی بیعت کروگے۔ حضرت زبیر رضؓ نے کہا کہ میں تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی
بیعت کرونگا۔ اور حضرت طلحہ رضؓ نے کہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ
پر ہاتھ رکھوں گا۔ اس کے بعد حضرت عبدالرحمن نے سعد رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو کہا کہ
میں اور آپ تو خلافت کے خواہاں نہیں اب بتاؤ کہ تمہاری رائے میں کون صاحب
احق بالخلافت۔ حضرت سعد رضؓ نے جواب دیا کہ میری رائے میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ لائق تر بالخلافت ہیں۔ تب حضرت عبدالرحمن نے فرمایا کہ میں جہانتک غور کرتا ہوں
میری رائے میں دو ہی صاحب حضرت عثمان رضؓ و حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو لائق اور
قابل تر بالخلافت پاتا ہوں۔

حضرت مسور رضؓ بن عبدالرحمن کے ہمشیرہ زادہ بیان کرتے ہیں کہ جس رات حضرت
عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی ہی اس رات کو میں اپنے ماموں کے ہاں
یعنے حضرت عبدالرحمن رضؓ کے گھر جاکر سو رہا۔ ابھی آنکھ بھی نہ جھپکی تھی کہ میرے ماموں جان
نے مجھے جگاکر فرمایا کہ میں تین رات متواتر نہیں سویا۔ تو اسوقت حضرت علی رضؓ اور عثمان
رضی اللہ کے گھر جا اور عرض کر کہ مجھ کو میرے ماموں عبدالرحمن رضؓ نے آپ صاحبوں کو
طلب فرمایا ہی میں پہلے کس کی طرف جاؤں اسپر ماموں جان نے کہا کہ جس کی طرف تیری
طبیعت چاہی۔ مینے کہا دونوں صاحب باہم گر ملکر آویں یا علیحدہ علیحدہ۔ ماموں صاحب نے
فرمایا۔ کہ دونوں صاحب ساتھ ہی ملکر آویں۔ تو بہتر ہے۔
چونکہ میری طبیعت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف مائل تھی اسلئے پہلے میں حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے در دولت پر پہونچا اسیندان سے معلوم ہوا کہ آنحضرت نماز میں مشغول ہیں میں
ٹہیر رہا بعد فراغت نماز (حضرت علی رضؓ) اسوقت کیوں تکلیف کی۔ (میں) حضرت آپ کو
ماموں جان یاد فرماتے ہیں۔
حضرت اقدس رضؓ نے صرف مجھے ہی بولایا ہی یا اور کسی کو بھی۔

زبیں ہاں حضرت عثمان رضی اللہ کو بھی۔

حضرت علی رضہ نے کہا کہ ہم دونوں کو ملکر بولایا ہے۔ یا کسی کو پہلے بھی (زبیں) نہیں حضرت دونوں صاحبوں کو باہم گرملکر بولایا ہے۔ آپ ذرا توقف فرماویں۔ تاکہ میں حضرت عثمان رضہ کو بھی بولاؤں۔ وہاں سے رخصت ہوکر حضرت عثمان رضہ کے دولت پر پہونچا۔ وہاں بھی وہی گفتگو ہوئی جو مجھ میں اور حضرت علی رضہ میں ہو چکی تھی۔ پھر ہم تینوں متفق ہوکر حضرت عبدالرحمن کے پاس پہنچے۔ بعد بہت سی گفتگو کے میرے ماموں نے حضرت علی رضہ کو کہا

(میرے ماموں) کیا آپ میری بعیت کر سکتے ہیں کہ جیب ہیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور افعال ابو بکر اور عمر پر عمل کروں۔

(حضرت علی رضہ) اللھم لا ولکن علی جھدی من ذلک وطاقتی۔ ہاں اسے مولا لیکن حضرت عبدالرحمن رضہ حضرت عثمان رضہ کی طرف مخاطب ہوکر۔ کیا آپ میری بعیت کر سکتے ہیں کہ جیب میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم اور ابو بکر رضہ اور عمر رضہ کے افعال پر عمل کرویں۔

حضرت عثمان رضہ۔ اللھم نعم۔ اسے مولا ہاں یعنے موافق کتاب اللہ اور سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور دونوں صاحبوں کی متابعت کی عملدرآمد کرونگا۔

حضرت عبدالرحمن رضہ۔ اچھا اب دونوں صاحب اپنے اپنے گھر تشریف لیجاویں کل انشاء اللہ تعالے یہہ فیصلہ مجمع عام میں بیان کیا جاویگا۔ دونوں صاحب گھر کی طرف تشریف لے گئے۔

تیسرے دن صبح حضرت عبدالرحمن بن عوف باہر آئے۔ ان کے سر پر وہ عمامہ تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بوقت خاص کسی فیصلہ کے باندھا کرتے تھے۔ اور تلوار لٹکائے منبر پر چڑھے۔

حضرت عبدالرحمن رضہ اہل شوری کی طرف مخاطب ہو کر بعد حمد و ثنا و صلوۃ سید ولد آدم
فرمایا کہ لوگو میں نے پوشیدہ اور ظاہر دونوں طور پر تمہاری امام مقرر کرنے میں تمہارا بہت ہی کوشش
کی ہے میں ان دونوں صاحبوں کے سوا کسی کو قابل امامت یا خلافت نہیں سمجھتا۔ اور
تمہیں بھی ضروری ہے کہ ان دونوں کے سوا کسی کو ترجیح نہ دو جسپر سب مہاجرین اور انصار
نے کہا کہ یہ اہم معاملہ خلافت آپکے سپرد کرتے ہیں جسکو آپ افضل سمجھیں خلیفہ بنا دیں۔

حضرت عبدالرحمن رضہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کر پہر رات کی گفتگو کا اعادہ کیا
کہ تم مجھ سے بیعت کرو گے۔ اللہ تعالی کی کتاب اور رسول صلعم کی سنت اور ابوبکر رضہ
اور عمر رضہ کے فعل پر۔

حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ نے پھر وہی الفاظ زبان فیض ترجمان ہو فرمائے۔ اللھم
لا ولکن علی جھدی من ذالک و طاقتی اے مولا نہیں مگر اپنی استطاعت کے موافق۔

حضرت عبدالرحمن رضہ نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا پھر حضرت عثمان رضہ کی طرف مخاطب ہو کر
کہ آپ آگے تشریف لاویں حضرت عثمان آگے بڑہے ان کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ تم مجھ سے
بیعت کرو گے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ صلعم کی سنت اور حضرت ابوبکر رضہ اور
حضرت عمر رضہ کے افعال پر۔

حضرت عثمان رضہ نے رات کی طرح فرمایا اللھم نعم کہ ہاں اور اپنی طرف سے کوئی قید
نہ لگائی حضرت عبدالرحمن رضہ نے اپنا سر مسجد کی چھت کی طرف اٹھا کر فرمایا۔ اللھم اسمع
قد خلعت ما فی رقبتی من ذالک فی رقبۃ عثمان کہ اے مولا سن لے میں نے خلافت
کا ہار جو میرے گلے میں تہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے گلے میں ڈال دیا۔ یہہ
کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی تمام مہاجرین اور انصار کا
اژدحام حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی بیعت پر ہو گیا حضرت عبدالرحمن رضی اللہ
تعالی عنہ منبر کی اس جگہ پر بیٹھے جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم جلوس فرما

رہتے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ... لوگ بیعت کرتے جاتے تھے

... جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ... حضرت

... فرمایا ... اللہ تعالیٰ ... تکلیف ...

... لوٹ عثمان فلا تجعلن

... لوگوں کو ... حضرت عثمان کے برابر کسی کو

... اپنی طرف کسی ... کو منسوب کر دیں۔ اسی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ ... بیعت کی اور حضرت عبد اللہ بن عباس

نے بھی بیعت اختیار کی اور سب نے بیعت کر لی۔ وہ دن شنبہ غرہ محرم سنہ ۲۴ھ

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرات شیعہ کے دفع طعن اور رفع خدشہ کے لیے وہ قول

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا نہج البلاغت سے بجنسہ لکھا جاوے جس میں آپنے اپنی رضامندی

بیعت کی ظاہر فرمائی ہو۔ وہو ہذا لقد علمتم انی احق بہا من غیری واللہ لاسلمن

ما سلمت امور المسلمین۔ ترجمہ۔ یقیناً تم جانتے ہو کہ میں بمقابلہ دوسروں کے بہت

ہی مستحق بالخلافت ہوں۔ لیکن خدا کی قسم کہ میں اسکو سپرد کرتا ہوں تاکہ مسلمانوں میں کسی

قسم کا فساد و فتنہ برپا نہ ہو۔ اور مسلمانوں کے کام کی سلامتی رہے۔ بس اس سے ظاہر ہے کہ آپنے

باوجود مولا کریم ... لقب اور اپنے آپ کو ایک نہایت ہی مصلح قوم خیال کر کے

حضرت عثمان رض کی بیعت اختیار کی۔ آپ کی قوم کا مصلح ہونا اور فتنہ کو بجھانا کہ یہ حضرت

علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ہے ہم اخیر وفات عثمان رض میں لکھیں گے۔

جس سال میں آپ خلیفہ منتخب ہوئے۔ اسی سال میں رے کو فتح کیا۔ اور اسی سال میں

لوگوں کو سخت رعاف یعنی نکسیر آئی اس سال کا نام سنۃ الرعاف ہے اور حضرت عثمان

رضی اللہ تعالےٰ کو بھی سخت رعاف آئی کہ آپ کو اس سال میں حج بھی نصیب نہ ہوا

اسی سال میں روم بھی فتح ہوئے۔ اور کئی قلعہ مسلمانوں کے ماتحت ہو گئے اور اسی

سال میں کوفہ سے حضرت مغیرہ کو معزول کرکے اس کی جگہ سعد بن ابی وقاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

پہر ۲۵ھ ہجری میں ابھی سعد بن ابی وقاص کا کچھہ زیادہ حکومت کا زمانہ منقضی نہ ہوچکا تہا کہ اُن کو کوفہ سے معزول کرکے اُن کے قائم مقام ولید بن عقبہ جو آپ کا ماں کیطرف سے بہائی تہا حاکم بنایا۔ اُس کی عملی حالت نہایت ہی مذموم تہی چنانچہ مستی کی حالت میں اُسنے فجر کی نماز دو کی جگہ چار رکعت پڑہائی۔ پہر لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر کہتا ہے میںنے کچھہ نماز میں ایزاد کردیا ہے جسپر نماز دوبارہ پڑہی گئی۔ ایک اس کی عملی حالت کا ٹہیک نہ ہونا اور پہر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا بوجہ قرابت کے اس کو اس مرتبہ تک پہونچانا بلکہ اپنے تمام رشتہ داروں اور قریبیوں کو جو خلیفہ اول وثانی کے وقت بوجہ خاص شرارت اور بداخلاقی کے جلاوطنی کا حکم حاصل کرچکے تہے۔ اُن کو پہر پاس بلا لینا۔ یہ لوگوں اور خصوصاً صحابہ کرام کے لئے نہایت ناگوار گذرا یہہ پہلا سبب ہے۔ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی طرف سے لوگوں کی نظروں میں ایک کانٹا سا معلوم ہوتا تھا۔ انہوں نے بنی امیہ کو بغیر لحاظ لیاقت ودینداری کے جو بڑے بڑے عہدے تہے پہلے عہدہ داروں کو معزول کرکے دے دئیے۔ اور اُن کی تنخواہ میں بہت کچھہ ترقی کردی۔ صوبجات کی حکومت پر ایسے لوگ مامور تہے جو اسلام کے سخت دشمن تھے۔ اور خزانہ بیت المال اُن کی خاطر خالی ہوگیا تھا۔ کیونکہ اُن کی طبیعت میں سخاوت ایک فطرتی طور پر متمکن ہوچکی تہی۔ بخیال صلہ رحمی کے اُن کی زیادہ مدارات کرتے تہے ۳۰۶ھ میں مسجد حرام کو آپنے زیادہ کیا۔ اور اُس کے زیادہ کرنے کے لئے کئی مکان خرید کئے اور اسی سال میں ساپور فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضہ نے قبرس پر چڑہائی کی۔ کیونکہ سمندر کے کنارے اور شام کی پورانی بندرگاہوں پر حکمران تہے۔ اُن کو یہہ بہت بڑا خیال تہا

کہ اسلامی طاقت جس طرح بری طاقتوں سے تمام بروں پر تسلط کرتی جاتی ہے
خدا کرے کہ کبھی وہ دن بھی آوے کہ اسی طرح بحری طاقت سے بحری بندرگاہوں پر
بھی حکمران ہو چنانچہ اسی وکے پورا کرنے اور بہم پہونچانے کے لئے خلیفہ ثانی رض کے عہد
سعادت عہد میں کئی دفعہ اجازت طلب کی لیکن چونکہ حضرت خلیفہ ثانی عمرو بن العاص
جو اسوقت مصر پر حکمران تھے۔ قبرس کی چڑھائی اور اس کے فتح کرنے کے لئے مشورہ پوچھا
تھا۔ تو عمرو بن ابی العاص نے منع کیا تھا۔ اسلئے وہ مناسب نہیں سمجھتے تھے کہ بغیر
مستحکم انتظام کے فتوحات کو بڑھایا جاوے۔ خلیفہ ثالث حضرت عثمان رض کے وقت
چونکہ آپ کو بہت اختیارات عطا ہو چکے تھے۔ اور بنی امیہ کے ہی نظر اکثر خلیفہ ثالث
رضی اللہ تعالی عنہ کو ملحوظ خاطر تھی۔ اسلئے اُن کو جنگی جہازوں کے بیڑا کی تیاری
کی اجازت مل گئی ہے۔ پس وہ بیڑا لیکر حضرت معاویہ نے توکل بخدا بحیرہ شام کے
مشرقی حصہ میں قدم رکھ دیا۔

پہلے پہل حضرت امیر معاویہ رض نے جزیرہ قبرس کی چڑھائی کا ارادہ دل میں
کیا جو اسوقت تک وہ زیر حکومت قیصر روم کے تھا اتفاقاً عبداللہ بن سعد بھی مصر سے
چڑھائی کرکے وہاں جا پہونچا۔ دونوں نے متفق ہوکر وہاں کے لوگوں کے ساتھ لڑائی
کی۔ چونکہ عیسائیوں کا قلعہ نہایت ہی کمزور سا تھا۔ اسلئے وہ لوگ مقابلہ سے عاجز
ہوکر جزیہ دینے پر مستعد ہوگئے اور سات ہزار دینار سالانہ جزیہ دینے پر صلح ہو گئی
چونکہ یہہ لڑائی بڑے زور شور سے ہر دو طرف سے ہوئی تھی اسلئے اس میں قریش میں
سے بہت قتل اور گرفتار ہوئے تھے۔ جو بوقت صلح واپس لئے گئے ہیں۔ ٥

ہفت اقلیم ار بگیرد پادشاہ۔ ہمچناں دربند اقلیم دگر۔ بعد فتح جزیرہ قبرس حضرت امیر
معاویہ نے جزیرہ روڈس پر چڑھائی کا ارادہ کیا۔ اور اپنی شجاع طبیعت کو اور اسلامی جوش
پر منتقل مزاج ہوکر اس جزیرہ کے قریب لنگر ڈال کر شہر کا محاصرہ کیا۔ اہل شہر نے

معاویہ کے مقابلہ پر کھڑے ہو کر خوب ہی اپنی بہادری کی داد دی کہ امیر معاویہ کو جزیرہ سے باہر نکال دیا۔ بوجہ نہ تجربہ کاری کے جو امیر نے ایک دفعہ شکست کھائی پھر دوبارہ بازو ہمت اور اپنی بہادر فوج کے ہمراہ ہو کر لڑائی کی جس سے اُن کو شکست ہو گئی اور امیر مظفر و منصور ہوئے اور شہر کے رہنے والوں کو شہر سے نکال دیا اور بوجہ تسلط جمانے اور اسلامی شوکت کو رونق دینے کے اُن کے تمام قلعوں کو تہ و بالا کر دیا۔ اور شہر کو آگ لگا دی اور اسلامی جھنڈا وہاں کھڑا کر دیا۔

ایسی چھوٹی چھوٹی لڑائیوں میں سے زیادہ نمایاں کامیابیاں امیر معاویہؓ کو ہوئیں۔ وہ قیصر روم کے ساتھ لڑائی کرتے ہوئے جب "وہ بحیرہ قیشتا کی سیر ایک بھاری بڑی کے ساتھ کر رہا تھا اور قیصری جھنڈی جابجا اپنے پھریرے سے قیصری لوگوں کے دلوں کو مسرور کر رہی تھی۔ اور جھنڈے کے جھنڈ قیصری بہادر جزیرہ میں اپنی کامیابی اور شجاعت کے گیت گا رہے تھے۔ اسلئے اس جنگ کو مستول کہتے ہیں۔ اس لڑائی میں جیسا لوگ اپنی شجاعت اور اپنی مردانہ حمیت کو کام میں لا کر خوب دل کھول کر لڑے۔ کیونکہ اُن کو دو دفعہ اپنے بھائیوں کا ذلیل ہونا ایک دلیر برچھی سے زیادہ کام کر رہا تھا۔ وہ خوب اپنی مصنوعی خدا کے بھجن گاتے تھے اور اپنی صلیب کو بلند کرتے تھے۔ ادہر عساکر اسلام میں باواز بلند و خوش لہجگی سے آیات قرآنی اور کلام ربانی کا پڑھنا اسلام کے شجاعوں اور بہادروں کے دل کو ابھار رہا تھا۔ اور خدائی جلالیت کے اشتہار کا بلند نعرہ اللہ اکبر کفار کے دل کو ہلا رہا تھا۔ اور حضرت مبشرہ شہر کی پیشگوئی جو اُس پیارے خدا کی حبیب صلعم کے پاک لبوں سے نکلے ہوئے تھے۔ اپنا نہ ٹلنے والا وعدہ کر رہے تھے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بہت جنگ و جدل کے بعد قیصری بیڑا شکست کھا کر تتر بتر ہو گیا۔ اور اسلامی بیڑی کی جیت رہی۔ اور وعدہ استخلافہ علی الارض کا مولا کریم نے پورا کر دکھایا۔ اور بیچاری قیصری اکّا دکّا کوئی بادبانوں کے ذریعہ اور کوئی چپوں کے ذریعہ

اپنی جان لیکر بھاگ گئی اور جزیرہ روس میں اسلامی جھنڈا قائم کیا گیا امیر کو خدائی مدد اور اپنی دلاوری نے جو اُس کو روز بروز بحری جنگ و جدل میں مخالفوں پر نمایاں کامیابیاں حاصل کرا رہی ہے اب اس نے جزائر کنٹر بیٹ اور ریاٹا میں لنگر ڈالے ہیں اور جزیرہ روڈس کی تالبی کی مشہور مورتی اُس کو گراکر اور ٹکڑے ٹکڑے کرکے قسطنطنیہ میں لیجانا قصد کیا جاتا ہے اور آخر یہ میں ایک یہودی سوداگر کے پاس فروخت کر دی ہے۔ اور فتح کا نقارہ جابجا جزیرہ روڈس میں بج رہا ہے۔ اور جھوٹے معبودوں کی جگہ سچے معبود واحدہ لاشریک کی عبادت ہو رہی ہے۔ اور کلمہ لا الہ اللہ محمد رسول اللہ ورد زبان ہو رہا ہے۔

خلیج فینک میں کیٹل راسو کے متصل امیر شام کو ایک اور عیسائی بیڑے کے ساتھ لڑائی کا واقعہ پیش ہوا تھا۔ لیکن اس لڑائی میں جسکو ہم ایک حملہ مسابقہ کیطرح خیال کر سکتے ہیں مسلمانوں کو بوجہ ماندگی سفر اور ناگہانی واقعہ پیش آنے کے منظفر و منصور نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ عیسائیوں نے بھی اپنی بہادری کی داد دی ہے اور اس لئے وہ آپس میں ایک دوسرے پر فتحمندی کا دعویدار ہو رہا ہے۔ اسی طرح امیر شام یلغار کرتا اور اسلامی مخالفوں کے دند توڑتا ہوا اور آلہی مدد سے کامیابی پر کامیابی حاصل کرتا ہوا قسطنطنیہ خاص بندرگاہ اور سواحل ایشیائی کو چکنا کچھ تک جا پہونچا ہے

للہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست - آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

مسلمانوں کی ان فتوحات پر وہ قومیں جن کو خدا کے ساتھ کچھ تعلق نہیں اور دنیاوی ظاہر اسباب اُن کے لئے خدا کی طرح دلبستگی کے لائق خیال کئے جاتے ہیں حیرت میں ہیں کہ کسی طرح ان جاہلوں سے جو اب تک صحرانشینی اور صحرانوردی کے سوا کچھ نہ جانتے تھے اور ایسے وہ گمنامی کے محل میں پڑے ہوئے کہ اُن کا

کوئی واقف نہ تھا اسقدر فتح اور مالک گیر ہوئے کہ روئے زمین کے تمام طاقتور سلطنتوں پر حملہ کر کے اُن کو اپنی زیر قلم کر دیا - اور تابع فرمان بنایا اور تاریخی اور مذکورہ کتب سلف کے ملکوں پر انہوں نے اپنا تسلط قایم کیا پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ ماترا اور سدل کی پورانی بندرگاہوں سے لیکر جن کا ذکر کتب مقدسہ میں ہے بحر اطلسٹک تک پائمال کر دکھایا - اور ایسی نمایاں کامیابیاں اُن کو ہوئیں کہ وہ پورانے جزایر جن کا ذکر صرف بطور افسانہ پورانے قصول میں پایا جاتا ہے اُن کو زیر حکومت بنایا - یہہ سب کچھ خدائی نصرت اور اسلامی حمیت اور مصطفوی صداقت کا ظہور ہے جو عیسائی قوموں کو تحیر میں ڈال رہا ہے کیونکہ خدائی ہاتھ اسلام کے ساتھ ہے -

ان بحری فتوحات کیوجہ سے امیر معاویہ کی شام اور دیگر ممالک میں خوب شہرت ہوگئی اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ تک ہی یہہ خبر پہونچی کہ رفتہ رفتہ یہانتک اقتدار بڑھا کہ امیر خلیفہ وقت کے بنائے گئے اور ملک شام کا خلیفہ کر دیا گیا -

سنہ ۲۸ھ میں بھی مختلف قسم کے واقعات پیش آتے رہے اور سنہ ۲۹ھ میں اصطخر عتوۃ او فسا فتح ہوئے اور مدینہ منورہ کی مسجد میں زیادتی کی گئی اور اسکو منقوش پتھروں سے تعمیر کرایا اور اس کے ستون بھی پتھروں سے بنائے گئے طول ایکسو ساٹھ ذراع اور عرض ایکسو پچاس ذراع مسجد ہوگئی - اور سنہ ۳۰ھ میں اصطخر کے رہنے والوں نے جو اسلامی سلطنت کے ماتحت تھے باغی ہوکر اپنی امن انداز حکومت کے ساتھہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے اور یزدجرد شہر جو آوارہ گردی کر رہا تھا اور شہر بشہر صوبہ بصوبہ بھاگتا پھرتا کبھی تو وہ اصفہان کے عالی شان شہر میں قیام پذیر ہے اور کبھی سنتے ہیں کہ فارستان کی کوہسار

میں ٹکرا تا پھرتا ہی اور کبھی فارستان سی کرمان کو جا رہا ہی اور وہاں سے خراسان کو جس کے شمالی حصہ میں مرو ہی مرو میں کچھ عرصہ تک قیام کے بعد اُس نے چار ہزار آدمیوں کی جمعیت بہم پہونچائی ہے جا ملے۔

مرو میں اُس نے ارادہ کیا۔ کہ ایک آتشکدہ بنایا جاوے اور اُن امصار اور صوبجات میں جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے پروانے بھیجے کہ وہ اپنے فوجی افسروں اور گورنروں کو نصیحت کر دیں کہ وہ اپنی رہی سہی سلطنت کو دشمن کے ہاتھ سے بچا دیں چنانچہ اصفہان میں اصفہانی لوگ بوجہ جمعیت مضبوط قلعہ کے مسلمانوں کا خوب مقابلہ کرتے رہے لیکن بوجہ الملک للہ یؤتیہ من یشاء اس جگہ کے حاکم نے ایک ہی لڑائی میں اطاعت اختیار کر لی۔ اور اسلامی ڈنکا اصفہان کے بڑے بڑے مشہور شہروں میں بجا جو یزدجرد کے ماتحت تھے۔

اہل اصطخر جو مرتد ہو گئے تھے اُنہوں نے مسلمانوں کا بہت اچھی طرح مقابلہ کیا۔ چونکہ اہل ایران اس شہر پر نہایت ہی نازاں اور مغرور تھے بھلا وہ کب چاہتے تھے کہ ایسے عمدہ اور آباد شہر کو یونہی مرے مارے دشمن کے حوالہ کر دیں پہلے وہ لوگ مسلمانوں سے کچھ روبرو ہو چکے تھے۔ لیکن پھر مختلف اطراف سے پھر اپنی کمک کے لئے فوجیں جمع کیں کہتے ہیں کہ یہاں کے حاکم شاہ ریگ کے جھنڈے کے نیچے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی جنگ کے لئے جمع ہو گئے۔ لیکن خدائی طاقت کے سامنے اور الٰہی حمایت کے مقابلہ پر یہ سب کچھ بیفایدہ تھا۔ اُنہوں نے پھر اپنی موہنہ کی کھائی۔ اور مفرور ہو کر بھاگے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ایرانی لوگ باہم متفق ہوئے اور اہل اسلام کا مقابلہ کیا جس میں اُن کو شکست فاش ہوئی اور اُن کا حاکم شاہ ریگ اسلامی شمشیر کا لقمہ بنا۔ اور اہل اصطخر کو پھر خلیفہ ثالث کی باجگذاری اور خراج دینا پڑا۔ الحمد للہ ہر آنچیز کہ خاطر میخواست

آخر آمد زپس پردہ تقدیر پدید

اب مسلمانوں کی فتاح فوج نے خراسان کے وسیع صوبہ کی طرف رخ کیا اور اس کے فتح کرنے میں اپنے زور بازو اور خدائی نصرت کے نشان یکے بعد دیگرے تمام حصوں میں فتح کرکے قائم کردیئے اور یلغار کرتے کرتے وہاں پہونچے جہاں یزدجرد پناہ گزین تھا کیونکہ مسلمانوں کی وقتاً فوقتاً فتح کی خبر سنکر وہ کمبخت مرو سے نکلا اور اپنے شومی بخت کو ہمراہ لئے ہوئے اور دریائے جیحوں کو عبور کرکے اور ریگستان صحراؤں سے گذر کر ترکستان میں جا پہنچا۔ اور وہاں سے خاقان چین سے طالب امداد ہوا۔ خاقان چین پہلے تو کچھ لیت ولعل کرتا رہا۔ آخرکار وہ اپنی دلی آرزو تک پہنچ گیا۔ کہ خاقان چین نے اس کی مدد کرنے کا وعدہ کیا اور خاقان چین ہمراہ اپنی فوج کے ہوکر مسلمانوں کے مقابلہ پہ آیا۔ لیکن اسلامی فوج کی شان وشوکت اور جاہ وجلال کو دیکھکر چینی فوج کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور انہیں ابتری پھیل گئی۔ یہہ خدائی ناگہانی نصرت کو خاقان چین دیکھکر اپنی فوج کو لیکر ترکستان میں واپس آگیا۔

تقدیر ٹل نہیں سکتی یزدجرد اکیلا ہمراہ اپنے امراؤں کے کچھ مقابلہ مسلمانوں کا کرتا رہا لیکن تا بکے۔ اس کے امراؤ بھی اس کا ساتھ دینے سے تنگ آئے اور اپنی عزیز جان بچانے کے لئے اس کے تمام خزائن کو مسلمانوں کے حوالہ کردینا چاہا۔ امراؤ کی دغا بازی کی خبر اس کو ہوگئی۔ وہ اسوقت مرو الرود میں تھا۔ تو اس نے اپنے غلاموں کو کہا کہ محل کی کھڑکی سے رسیوں کے ذریعہ سے مجھے محل سے نیچے اتار دو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا وہ بیچارا مارے خوف کے اندھیری رات میں پاپیادہ جنگل کی طرف روانہ ہوا۔ اپنی جان کے خوف سے اسے راستہ کی تکلیف معلوم نہ ہوتی تھی۔ گرتا پڑتا جب تک وہ ایک دریا کے کنارے پن چکی پر جا پہنچا۔ جو قریباً شہر سے آٹھ میل کے فاصلہ پر تھی۔ اور اس پن چکی والے سے منت کی

کر۔ مجھے امان دو۔ اُس نے کہا کہ اگر تو مجھے چار درہم دے تو میں مالک چکی کو دیدوں کیونکہ اس کا قرض مجھے دینا ہے۔ یزدجرد نے اسی دم اپنی تلوار کا پرتلہ جس کی قیمت ایک ملک کا خراج تھا۔ چکی والے کو دیدیا۔ جب چکی والے نے اسے اس قسم کا اہل ثروت پایا اور وہ قسمت کا مارا بوجہ تکان کے نہایت ہی عاجز ہو رہا تھا۔ لیٹتے ہی نیند آگئی اُس کمبخت چکی والے نے شاہی قیمتی لباس کے لالچ میں یزدجرد کو نہایت ہی بیرحمی سے قتل کیا۔ اُس کا لباس اُتار کر اُس کی لاش کو پانی میں پھینکدیا۔

زمانہ چو باد لست و باد از تحشت	نقابیا از رخ گل لعبرت کشد
پس از هفته در میان چمن	تنش را بخاک بذلت کشد
گہت بر تماشا بر بحفل مراد	گہت بر زبالان نکبت کشد

جب صبح ہوئی لشکر و رعیت ملکر باہم گروہ ہو کر بادشاہ یزدجرد کی تلاش میں نکلے جب وہ تلاش کرتے کرتے پن چکی پر پہنچے۔ وہاں کچھ آثار اسکے قیام کے ان کو ملگئے۔ اور پھر بہت تجسس کے بعد اُن کو اصلی واقعہ کا سراغ ملگیا۔ آخر انہوں نے اُس پن چکی والے کو بھی ہلاک کر دیا۔ یہہ واقعہ ۳۱ھ ہجری مطابق ۶۵۱ء کی ۲۳ تاریخ کو ہوا۔

ازمکافات عمل غافل مشو۔ گندم از گندم بروید جو ز جو

بعض مورخ کہتے ہیں کہ ۳۱ھ میں یزدجرد قتل ہوا اور اُس کی لاش معاویہ ابن عباس لیکر اصطخر کے گورستان شاہان گران عجم میں رکھ آیا۔

یزدجرد کے مرنے کے بعد سلطنت ایران مسلمانوں کے قبضہ میں آگئی اور اسلامی علم ہر ایک جگہ پر لہرانے شروع کر دیئے گئے۔ اور آتش پرستی اور نجدانی جہالت کا خاتمہ ہوا۔ اللہ اکبر موذن ہر ایک جگہ اور ہر ایک گاؤں اور شہر میں بلند کرنے لگے۔ اور اُس مقدس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لبوں کی نکلی ہوئی چمکتے ہوئے

آفتاب کی رخ پوری ہوئی - جس کا مضمون یہ ہے کہ جب کسریٰ ہلاک ہوگا تو اسکے بعد کوئی دوسرا کسریٰ تخت نشین نہیں ہوگا - اور ملک ایران کے علما لوں کے قبضہ میں آجائیگا -

اسی سال میں ابو سفیان بن حرب بن امیہ ابو معاویہ نے رحلت کی اور اسی سال میں قسطنطنیہ ہرقل نے ایک جرار لشکر جمع کر کے دریا کی راہ سے ارادہ فتح دیار اہل اسلام کیا - کہتے ہیں کہ قسطنطین تین سو جہاز سرداران روم سے لبالب ہمراہ رکھتا تھا حضرت عثمان رضہ نے یہہ حال سنا تو حضرت عبداللہ ابن سعد رضہ کو دریا کی راہ سے اور حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضہ کو خشکی کی راہ سے روانہ کیا حاکم مصر اور بادشاہ روم باہم متفق ہوکر مسلمانوں سے جنگ کرنے لگے لڑائی کی ایسی گرم بازاری ہوئی کہ جانبین سے مخلوق خدا مقتول اور مجروح ہوئے آخر کار بوجہ حمایت اسلام ہی غالب آئی اور مخالفوں کو شکست فاش ہوئی قسطنطین ہمراہ چند آدمیوں کے جو مشکل سے اپنی جان کو انہوں نے ڈوبنے سے بچایا تھا - جزیرہ صقلیہ میں جا پہنچا - صقلیہ کے رہنے والوں کو جب اسکے بھاگ آنے کی خبر پہونچی کہ بادشاہ روم یہاں بھاگ کر آیا ہی سب نے اسکے پاس آکر کہا کہ اے قیصر تیری شومی بخت اور نحوست طالع سے تمام نصاری کی قوم تباہ ہوگئی اور ان میں اب اسقدر بھی سکت اور طاقت نہیں کہ اگر عربی سپاہ نصاری کے استقبال کا ارادہ کریں لشکر تو درکنار تھوڑے سے آدمی بھی اس ملک سے نکال سکتے ہیں - بغیر ہاتھ پاؤں ہلانے کے وہ ملک کے مالک بن سکتے ہیں - بعد بہت قیل و قال اہل جزیرہ نے قسطنطین قیصر روم کو حمام میں قتل کیا اب مصر اور دیگر اکناف اطراف مصر کے مسلمانوں کے زیر حکومت آ گئے اور عبداللہ بن سعد کو وہاں کا حاکم مقرر کیا گیا عبداللہ بن سعد کا تقرر حکومت مصر پر اسلام کے لئے برکت کا باعث ہوا - کہ اس نے شمالی افریقہ پر چڑھائی

کرنے کا ارادہ کیا۔

تقرری کے کچھ عرصہ بعد ہی عبداللہ نے چالیس ہزار آدمیوں کی جمعیت لیکر شمالی افریقہ کو توکل بخدا روانہ ہوا۔ مصر کی مغربی حد کے گذرنے کے بعد اُس کو صحرائے لیبیہ میں سے ہو کر گذرنا پڑا۔ جو سخت ہی ریگستان تہا۔ لیکن اسکی فوج میں ایسے اونٹ تھے جو عرب کے تپتے میدانوں میں چلنے کے عادی تھے۔ اور ایک سخت کوچ کرنے کے بعد وہ شہر طرابلیس کی فصیلوں کے سامنے فروکش ہوا۔ طرابلیس اُسوقت بہی ساحل پر پڑی تہا ایک نہایت اہل ثروت اور امارت اور اعلی درجہ مستحکم شہر تھا۔ یہہ جگہ مضبوطی میں ایک قابل تعریف جگہ تہی۔ اُس کی نگہبانی اور حفاظت اور مدد کے لئے رومی فوج آئی۔ اس کو لشکر اسلام نے ساحل بحر پر ہی حملہ کر کے تتر بتر کر دیا۔ اور بہت آدمی تنگ تلوار اہل اسلام ہوئے۔ اسوقت اگر اہل اسلام کا قبضہ طرابلیس پر سمجھا جاوے تو بیجا نہیں۔ رومی جرنیل جرجیس نامی نے ایک لاکھ بیس ہزار آدمی بہم جمع کر کے اپنے صوبہ طرابلیس کو دشمن کے پنجہ سے بچانے کے لئے اہل اسلام کے مقابلہ پر آمادہ ہوا۔ اور ساتھ ہی اپنی بیٹی کو جو نہایت خوبصورت اور فن سپاہ گری سے اعلی درجہ کی واقف تہی ساتھ لایا۔ وہ ہر لڑائی میں اپنے باپ کے ساتھ اپنی شجاعت اور اپنی پسرانہ ہمدردی کی داد دیتی رہی۔

عبداللہ بن سعد کی فوج جو طرابلیس کے محاصرہ کے لئے آمادہ ہو رہی تہی جرجیس کی امداد کی خبر سنکر عبداللہ نے محاصرہ شہر سے باز رکھا۔ اور اس کے مقابلہ کے لئے آگے قدم اٹھایا۔ تاکہ اسکو پہلے ہی سے تلوار سے اسلامی کیا جاوے۔ اور اس کی سفر کی تکان کو سنان کی تیزی سے سفر مکان بنایا جاوے۔ دونوں مخالف افسران فوج کے درمیان تہوڑی سی گفتگو ہوئی۔

عبداللہ بن سعد - اے جرجیس یا دین اسلام قبول کرو یا جزیہ دو۔

جرجیس - میں نہ اسلام کو مانوں گا - اور نہ ہی جزیہ دونگا -

اسپر جنگ کی گرم بازاری ہوئی - اور جانبین سے بہادر جوان اپنی اپنی علالی اور جان نثاری کی داد دے رہے تھے - تلواروں کی چمک اور گھوڑوں کے قدموں کا غبار برق اور سیاہ گھٹا کا ناظرین کو سین دکھا رہا تھا - عبداللہ بن سعد جانتا تھا کہ نیکنامی اور شہرہ آفاقی کا باعث بہادروں کی کامیابی ہے - خداوند کریم پر توکل کر کے وہ ہر ایک پہلو سے اپنی فوج کے دل کو ابھارتا کبھی عربی لہجہ میں شعر سنائے - اور کبھی جہاد کی فضیلت بیان کی - اور کبھی خود غرض دشمن کی فوج پر جا پڑا - غرضکہ وہ بار بار دشمن پر حملہ کرتا تھا - ادھر جرجیس بھی خوب مردانگی سے لڑتا تھا - کیونکہ وہ بھی جانتا تھا کہ میری حکومت کا دار مدار سارا اسی لڑائی پر ہے - جسطرف جاتا اس کی بیٹی بھی ہمراہ ہی جاتی تھی - اور وہ دو قسم کے ہتھیاروں سے انوکھے کرتبوں سے بہادروں کے دل لے جاتی تھی - کہیں تلوار نے اگر خطا کیا ہے تو شمشیر نگاہ اپنا لقمہ بنائے نہ چھوڑتی تھی - سنان حدیدی اگر خالی ہی گیا تو سنان مژگانی بھلا کب خالی جاویگا - گویا ہر ایک طرح وہ لوگوں پر حملہ کرتی تھی - اور لوگ اس کی ہر ایک حرکت سے دنگ رہجاتے تھے - مدت تک سرگرمی سے لڑائی ہوتی رہی - مگر جانبین سے کسی کو کوئی صورت اپنی فیروزمندی کی نظر نہ آئی مختلف جگہ اور مختلف موقعہ پر لڑائی ہوئی - علی الصباح لڑائی شروع ہوتی تھی اور تمازت آفتاب کی وجہ سے عین دوپہر کو لڑائی بند ہو جاتی تھی - اسوقت جنگجو اور غازی لوگ مارے تابش آفتاب کے مثل ماہی بے آب بیتاب ہو کر اپنے خیمہ گاہوں میں پناہ گزین ہوتے تھے -

جرجیس سپہ سالار ور میان مارے غصے کے دانت پیستا تھا - اور حیران تھا کہ میری اسقدر عظیم فوج کو اس تھوڑی سی اسلامی فوج نے ناک میں دم کر رکھا ہے

مکر کو ہی پیش جانے ہی نہیں دیتی - سوچتے سوچتے اُسے یہہ تدبیر سوجھی کہ اسلامی فوج کے سپہ سالار عبداللہ کو قتل کرایا جاوے کیونکہ وہ اپنی فوج کی روح رواں ہے - اس کے قتل ہونے سے تمام مسلمانوں کے چھکے چھوٹ جاویں گے - اور میں مظفر و منصور ہو جاؤنگا نہ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ - اُس نے اپنی فوج میں اشتہار دیدیا کہ جو شخص عبداللہ کو قتل کرکے اُس کا سر پیش لاویگا اُس کو اپنی محبوبہ اور پیارہ لڑکی اور ایک لاکھ اشرفی بطور انعام دیجاویگی -

اس انعام کی عظیم الشانی اور اُس دلربا شہزادی کی شادی سے ممتاز ہونا یہہ دو ہیولیں اسقدر جوش پیدا کرنیوالا ہوا کہ گویا نئے سر سے زندگی اور پست ہمتوں کے لئے جائے شرم ہے - ہر ایک اس انعام کے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے لگا - ادھر تو ہشیاری اور جانبازی کی تیاری بوعدہ وصل شہزادی ادھر مسلمانوں کے دل بوجہ اس منحوس اثر خبر سن کے کانپ گئے - اور اپنی سپہ سالاری عبداللہ کی جان بچانیکا فکر کرنے لگے - اور اور عبداللہ کو صلاح دی کہ آپ کی سلامتی اور ہمارے پشت پناہ ہونا یہہ ہمارے لئے ایک نعمت عظمیٰ ہے اسلئے بہتر ہے کہ آپ میدان جنگ سے کنارہ کش رہیں ہم خود بفضل خدا سنبھال لیں گے - لیکن یہہ بھلا ممکن تھا کہ بجز کسی سرپرست اور محرک کے لوگوں کے دل قائم رہیں - عبداللہ رضؓ کی غیر حاضری کا الٹا اثر پڑا کہ آپ کی فوج جو آگے بہادری سے لڑ رہی تھی - وہ بے حوصلہ ہوگئی - بطور مردے پیدا شود و کارے بکند عین وقت لڑائی میں جب کہ دونوں طرف سے بہادر اپنی شجاعت کی داد دے رہے تھے - اور لڑائی نہایت سرگرمی سے ہو رہی تھی - اور مسلمانوں کا حوصلہ پست ہوتا جاتا تھا غیبی نصرت کیطرح آ پہنچا یعنی زبیر رضؓ جو قریش کے شریف قبیلہ میں سے ایک عربی نوجوان تھا - تھوڑی سی کمک لیکر میدان جنگ میں اپنے ہم مذہب مسلمان بھائیوں کیطرف آ موجود ہوا اور اسے معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر کا پلہ ہلکا ہے - اور ادھر اُدھر دیکھنے لگا - کہ افسر فوج

کہاں ہے لیکن وہ کہیں نظر نہ آیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ عبداللہ سپہ سالار
فوج اسلام اپنے خیمہ میں ہے۔ تو زبیر نے سیدھا خیمہ کا رخ کیا۔ اور وہاں جاکر اس کی
اس پست ہمتی پر کچھ ملامت کی عبداللہ نے عزق بجبیں ہو کر اپنے پیچھے رہنے اور اپنے
آپ کو میدان جنگ سے علیحدہ رکھنے کی وجہ بیان کی۔ زبیر نے کہا کہ یہہ گھبرانے کی
کونسی بات ہے۔ تم بھی ایک اشتہار اس مضمون کا اپنی فوج میں دیدو کہ جو شخص
جرجیس کا سر کاٹ کر لائیگا تو اس بہادری کے صلہ میں اس کو ایک لاکھ اشرفی اور
اور ماہرو شہزادی دختر جرجیس انعام میں ملیگی۔ عبداللہ نے اس نصیحت پر عمل کیا
کہ اس مضمون کا اشتہار اپنی فوج میں دیدیا۔ دوسری صبح کو تھوڑی سی فوج روانہ
کی۔ جو بچاؤ کے لیئے کافی خیال کیجا سکتی تھی۔ اور باقی فوج کو اپنے کسب میں رکھا
جب آفتاب سمت الراس پر پونچا اور دونوں طرف کی فوجیں تھکی ماندی اپنے
خیمہ گاہوں میں چلی گئیں تو عبداللہ اور زبیر اپنی پس ماندہ فوج کو لیکر تھکے ماندے
رومیوں پر نہایت سرگرمی سے حملہ آور ہوئے۔ خوب لڑائی کے بعد زبیر نے رومی
سپہ سالار کا پتہ نکالا اور اس کو قتل کر ڈالا۔ وہ اُس محبوبہ ماہرو شہزادی جو ہر ایک معرکہ
میں اپنے باپ کے ہمرکاب رہا کرتی تھی۔ اس کے انتقام لینے کو آگے بڑھی۔ اسلامی فوج
نے اُس کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اور وہیں گرفتار ہو گئی۔ رومی فوج کو شکست
فاش ہوئی۔ اور وہ نہایت ہی دولت مند شہر سفیطلہ کی طرف فرار ہو گئے پھر مسلمانوں
نے وہاں جاکر بھی اس شہر کو فتح کر کے خوب لوٹا تھا۔

جرجیس قتل ہو گیا۔ اور لڑائی ختم ہو گئی۔ ظاہر میں ابھی مشتہرہ انعام کا دعویدار عبداللہ
کو معلوم نہ ہوا۔ کیونکہ اسے زبیر نے قتل کیا تھا۔ جو اپنی مخلصانہ دلدادگی سے خالص رضائے
الٰہی اور کوئی خیال نہ رکھتا تھا۔ وہ خاموش تھا۔ الا اُس کی بیٹی اُس مترلی نوجوان
زبیر کو دیکھ کر رونی تھی۔ جس سے اس فتاح کا نام ظاہر ہو گیا۔ اور معلوم ہو گیا کہ

زبیر نے اس کے شفیق باپ کو مارا ہے زبیر کے سامنے وہ انعام پیش کیا گیا اُس نے اس انعام کے لینے سے انکار کیا - اور کہا کہ میں اپنی جانبازی اعلاء کلمۃ الحق جو اسلام ہے اس کے لئے کی ہے نہ اشیاء دنیوی کی خاطر - میں اپنے انعام اُس محسن مولیٰ سے جسکا ہنا ہم لاانتہا ولا ینقضی ہے قیامت کو بہشت میں جا کر لونگا -

اس فتح و نصرت یزدانی معہ تمام کا بمال غنیمت وغیرہ کے اُس مخلص خدا دوست نوجوان زبیر کو مدینہ منورہ کی طرف حضرت عثمان رض خلیفہ ثالث کی خدمت میں روانہ کیا گیا مدینہ میں مسجد اعلیٰ میں اُس نے تمام حالات جنگ جرجیس وغیرہ کو مجمع عام میں بیان کیا لیکن اپنی خدمت کا ذکر تک بھی نہیں کیا - گو ہمراہیوں سے یہہ سب کچھہ معلوم ہو چکا تہا کہ یہہ معرکہ اسکی بہادری اور تلوار سے طے ہوا ہے - اس کی اس اخلاص کی وجہ سے اس کی قابلیت کی قدر و منزلت اور بہی دوبالا ہو گئی - اور ہر ایک شخص اُس کو عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا - اور اس کا نام اخباروں یا جلسوں میں خالد اور عمر کے ساتھہ لیا جاتا تھا -

بعد فتحیابی طرابلسان وغیرہ گرد و جوار عبداللہ نے دیکھا کہ اس کی بہادر فوج دو ہزار محنتوں کی وجہ سے بہت کمزور اور کم ہو گئی ہے - کیونکہ کچھہ تو شہید ہو کر راہی ملک بقا ہوئے - اور رہی سہی بیماری سے ناچار وہ اس کو اس قابل نہیں پاتا تہا کہ اپنی مفتوحہ ملکوں پر قابض ہو سکے - اسلئے وہاں کسی کسی جگہ اپنا حاکم مقرر کر کے چندراں ماہ کی سخت جنگجوئی کے بعد وہ اپنے فاتح اور شجاع فوج کو جو اب اس کی تعداد بہت تہوڑی ہی رہگئی ہے - مصر میں واپس لیکر آیا - جو اُسکا اصل دار الخلافہ اور جائے قیام تہا - اس فتح سے مسلمانوں کو بے شمار مال غنیمت اور اسیر ہاتھہ میں آئے -

خدا کے فضل سے خلیفہ ثالث کے زمانہ میں واقعی فتح و ظفر کا کمال ہوا - کہیں

نیشاپور سے خراج آتا ہے۔ کہیں افریقہ کی طرف سے محاصل بیت المال میں جمع ہو رہا ہے
غرضیکہ ہر ایک قسم کی خدائی نصرت دکھائی دے رہی ہے۔ لیکن جہاں خار ہو وہاں
گل بھی ہے اور یہاں کمال ہے وہاں زوال۔ اب وہ دن بھی قریب آگئے ہیں کہ
موسم خزاں اپنی زبردست دل آزار طاقت سے پھولوں کو پژمردہ کر دے۔ اور
کمال کو زوال سے مبدل ہے

اس گلشن ہستی میں عجب دید ہے لیکن ۔ جب چشم کھلے گل کی تو موسم ہے خزاں کا

اب پہلی بدشگونی تو حضرت اقدس فداہ امی وابی محمد رسول اللہ کی مہر کا حضرت
عثمان سے چاہ رومہ میں گر جانا۔ جس سے زوال نعمت کے لئے ایک خفی نشان کا پتہ
مل سکتا ہے۔ اور پھر صحابہ کرام کا بوجہ قربت بنی امیہ جو جلاوطنی سے حضرت نے واپس
منگوائے تھے اور پھر اعلیٰ مراتب پر اُن کو مقرر کیا گیا تھا۔ اور اُن کے وظائف کی
ایزادی میں بیت المال کے خرچ ہو جانے کی بھی بوجہ جبلی عادت فیاضی کی پرواہ نہ
کی جاتی تھی۔ بہت کچھ ناگوار معلوم ہوتا تھا۔ سو اب ہر ایک طرف سے خزاں کی ہوا
شروع ہو گئی۔ اور واقعہ شہادت اور حاضری دربار حضرت محمد رسول اللہ صلعم
کا وقت قریب آگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زمانہ خلافت میں ایک سریہ جس کا
سپہ سالار مغیرہ بن شعبہ تھا۔ ہندوستان کی طرف بھی روانہ کیا تھا۔ وہ طے
منازل اور قطع مسافت کرتا ہوا کالی کٹ پر پونچا۔ گو عربی بولی کی مہارت تو
کسی کو نہ تھی۔ لیکن اسلام کی روحانی فیض اور الٰہی نصرت نے ایسی مقناطیسی طاقت
وہاں پر نمودار کی کہ اسلامی خوبیوں نے اس شہر کے والی جو راجہ موزن تھا مسلمان
کئے بغیر نہ چھوڑا۔ پھر تمام شہر اپنے حاکم کو دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ اور صدائے
لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ بجائے رام رام کے بلند ہوئے۔ الحمد للہ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

واقعہ شہادت

یہہ پرملال واقعہ واقعی ایک ایسا جانگداز وقوع ہے جو جہان کی بے ثباتی اور اس
دار ناپایدار کا غدار بیوفا ہونا ثابت کراتا ہے - اور رحیم اور سخی دل خلیفہ ثالث کو اپنی
جفاکاریوں سے مظلوم بناکر در اصل بحضوری حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم بناتا
ہے ۳۴ھ ہجری سے فساد ہونا شروع ہوا - کیونکہ ہم ذکر آئی بنی امیہ کی قربت
اور بڑے بڑے عہدوں پر ممتاز ہونا یہہ کسی کو پسند نہ تہا - چنانچہ اہل کوفہ کے
ایک گروہ نے آپسمیں کمیٹی برخلاف خلیفہ ثالث کے قایم کی - اور آپسمیں کہتے
تہے کہ عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے کسی حقدار کو حق نہیں پہونچایا - بلکہ اپنی
کنبہ پروری کے خیال سے اپنے خویش واقارب کی بہت رعایت کی ہے جہاں
کہیں عامل بنانا ہوتا ہے تو اپنے ہی کسی قریبی رشتہ دار کو عامل مقرر کردیتے
ہیں خواہ وہ اس عہدے کے قابل ہو یا نہ ہو - جابجا صوبجات اور ملکوں میں اپنے
رشتہ داروں کو عامل بنا رکھا ہے - باوجودیکہ وہ اس اہم امر اور عظیم الشان
طریق حکمرانی سے بالکل بے بہرہ اور ناقابل ہیں - دن بدن ایسی ایسی باتیں
لوگوں میں مشہور ہو گئیں - اور مخالفت کے آواز کانوں میں آنے لگے - اسپر
سعید ابن العاص نے جو اسوقت والئی کوفہ تھا - حضرت عثمان رضی اللہ تعالی
عنہ کی خدمت میں عرضداشت تمام حال کو نہ قلمبند کرکے خفیہ طور پر روانہ کیا
اس عرضداشت کے جواب میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ یہہ حکم لکھا
کہ جو بانی مبانی فساد ہیں اُن کو ملک شام میں معاویہ کے پاس بہیجدو - اس
حکم کے آتے ہی سعید ابن العاص نے فوراً تعمیل حکم سے کام لیا - اور اس معتمدہ
کمیٹی کے ممبروں کو ملک شام میں روانہ کردیا - جو لوگ شام کو بہیجے گئے - ان

میں الحارث بن مالک جو اشتر النخعی سے مشہور تھا۔ اور ثابت بن قیس النخعی اور جمیل ابن زیاد اور زید بن صوحان العبدی اور اسکا بھائی صعصعہ اور جندب بن زہیر وعروہ بن الجعد اور عمرو بن الحمق بھی شامل تھے۔ جب لوگ شام میں امیر معاویہ کے پاس پہنچے تو وہاں بہت کچھ بحث ومباحثہ اور قیل وقال ہوتی رہی۔ اور دونوں طرف سے مختلف قسم کے سخت جواب سوال ہوتے رہے آخرش امیر شام نے اُن لوگوں کو سخت ڈرایا۔ اور بڑی بڑی دھمکیاں دیں اور کہا کہ اس مخالفت کا نتیجہ تمہارے حق میں اچھا نہ ہوگا۔ مگر مخالف قول کب سنتا ہے اُنہوں نے ایک نسنی بلکہ ایسی ناشائستہ حرکت سے پیش آئے کہ امیر شام کی داڑھی پکڑلی۔ اور بہت سے بے ادبانہ اور ناشائستہ حرکات انہوں نے کیں۔ جن کو حرف بحرف امیر شام نے لکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی خدمت میں روانہ کردیا وہاں سے حکم ہوا کہ ان کو پھر سعید بن العاص کے پاس کوفہ میں روانہ کردو۔

جب وہ کوفہ میں آئے تو اس سفر کی برکت یہہ ساتھ ہی لائے کہ پھر برملا حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی شکایت اور مخالفت شروع کردی۔ اور ہر ایک جگہ اور مجالس میں یہی تذکرہ شروع تھا۔ اس تحریک کا یہہ نتیجہ نکلا کہ تمام اہل کوفہ مخالف کمیٹی کے ساتھہ متفق الرائے ہوگئے اور تمام کوفہ بغاوت پر آمادہ ہوگیا۔

سنہ ۳۴ ہجری کو سعید بن العاص خود آستانہ بوس حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ ہوئے۔ اور تمام ماجرائے بغاوت اور فساد کا حضرت خلیفہ برحق کے سامنے عرض کیا۔ جس پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا کہ کوئی لوگ کیا چاہتے ہیں سعید بن العاص نے عرض کی وہ چاہتے ہیں کہ ابو موسی اشعری ہمارا سردار ہو۔ اسبات کو سنکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے ابو موسے اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کرکے کوفہ کی طرف روانہ کیا +

اب کوفیوں کی آرزو پوری ہوئی - اور ابو موسیٰ ان پر حاکم ہو کر آئے - انہوں نے دم کر
ایک مجمع عام میں غالباً جسمیں تمام اہل کوفہ موجود تھے - خطبہ پڑھا - اور وعظ و نصیحت
کی اور اس کے ضمن میں یہہ بھی بیان کیا کہ تم خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ
عنہ کی اطاعت سے منحرف ہونا نہ چاہیئے - ایسا نہ ہو کہ کہیں تم پر کوئی اور بلا نازل
ہو جاوے - ہہ بات کو تمام نے قبول کیا اور تمام منقاد و فرمان عثمان ہوئے لیکن
کوفہ کے مخالف کا یہہ بھی بد اثر پیدا ہوا کہ صحابہ میں بھی اختلاف ہو گیا - ایکدوسرے
کو خط نامے لکھنے شروع کئے بعض نے لکھا کہ ہم جہاد کریں گے - اور عثمان کو
معزول کریں گے تم ہمارے پاس چلے آؤ بعض انہوں نے بھی آپسمیں حضرت
عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بہت سی شکایات کا دروازہ کھولا - اور کسی صحابی نے
ان کو اس مخالفت سے منع نہ کیا غرضکہ ہر ایک طرف سے دروازہ فتنہ و فساد کا
کھل گیا - وہ لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاکی تھے ان کے
نام یہہ ہیں -

زید بن ثابت ابو سعید الساعدی حسان بن ثابت کعب بن مالک ان کی ماسوائے
اور بھی ساتھ شریک اگرچہ نہ تھے لیکن ان باتوں اور شکائیتوں کو سنکر خاموش
ہو جاتے تھے - جن کو الخاموشی نیم رضا کی طرح اسی ہی گروہ کے شمولیت کا ممبر ہونا
ثابت کرتا ہے -

اس فساد اور عداوت کی اول وجہ یہہ بیان کی جاتی ہے کہ خلیفہ ثالث رضی اللہ
تعالےٰ عنہ نے ابن سعید العاص جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جلاوطن
کر دیا تھا اور جس کی نسبت حضرت اقدس صلعم کا حکم خلیفہ اول حضرت ابو بکر الصدیق
رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں
قائم رہا تھا اس کو خلیفہ ثالث عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واپس بلا لیا تھا -

وجہ دوم مخالفت حضرت عثمان رضؓ نے مروان بن الحکم کو پانچواں حصہ مطلوبہ افریقیہ جس کی قریباً پانچ لاکھ دینار سالانہ آمد تھی - دیدیا تھا - اس امر کی نسبت شعراء نے بھی اپنے مختلف طریق پر طبع آزمایاں کی ہیں - چنانچہ عبدالرحمن کندی کہتا ہے (ترجمہ اشعار عربی) مجھے خدا کی قسم ہے اُس ذو الجلال خدا نے کوئی عبث اور بے فائدہ نہیں بنایا - مگر تونے ہمارے لئے ایک فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ ہم اور تم دونوں اس میں آزمائے جاویں -

پہلے جو دو خلیفہ گذرے اُنہوں نے تو (بعد رسول اللہ) ایک ہدایت کا مینار قائم کر دیا تھا اور انہوں نے کوئی دینار و درہم فریب سے نہیں لیا - اور نہ ہی بیت المال کو اپنی نفسانی خواہشات میں صرف کیا - مگر تو نے ایک ملعون کو اپنا قرین بنایا جس کی تاثیر یہہ ہوئی کہ ماسبق طریقہ کو تمام نیست و نابود کر دیا - تو نے اہل اسلام کے حقوق کو ضایع کر کے جو مال تمام مسلمانوں کا تھا - اُس کا پانچواں حصہ مروان کو دیدیا - تو نے اپنی ہی کنبہ پروری کی اور لوگوں پر ظلم کیا - اور کسی حق کی حق رسی نہ کی - اور ایسے ایسے بہت اشعار ہیں جو حضرت عثمان غنی کی مخالفت پر لکھے گئے جنہوں نے تمام ملکوں میں حضرت عثمان کی مخالفت کی آگ بھڑکا دی -

تیسری وجہ مخالفت - باغ فدک - جو بیت المال کا حق تھا مروان نے بوجہ اپنے وسیع اختیارات کے اُس کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور اس کی آمدنی جو مسکینوں اور فقیروں کا طعمہ تھا - اُس کو اپنی مصارف میں خرچ کرنے لگا - اور بیت المال میں ایک پائی بھی تک نہ پہونچائی - یہہ باغ عمر و بن عبدالعزیز کے زمانہ تک مروانیوں کے قبضہ میں رہا آخرش اُس نے اولاد مروان سے چھین کر بیت المال میں شامل کر دیا -

چوتھی وجہ مخالفت کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ نے خلیفہ ہوتے ہی منبر کے دونوں زینہ چھوڑ کر جس پر خلیفہ اول ابوبکر رضی اللہ تعالے عنہ اور خلیفہ ثانی عمر رضؓ

قیام فرمایا کرتے تھے۔ اوپر کے زینہ پر جہاں سید الانس والجان قیام فرمایا کرتے تھے کھڑے ہوکر وعظ تلقین فرمایا کرتے تھے جو لوگوں کو اور صحابہ کرام کو سخت ناگوار ہی معلوم ہوتا تھا۔

پانچویں وجہ مخالفت۔ لوگوں میں عام پرچا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قابلیت اور استعداد کا کچھ لحاظ نہیں کیا۔ اور قابل قدر ذی استعداد تجربہ کار لوگوں کو معزول کر کے ان کی جگہ اپنے خویش واقارب خواہ وہ کوئی بھی تمدنی طریق نہ جانتے تھے بھرتی کر دیا۔ مثلاً عمرو ابن العاص کو معزول کر کے اپنے بھائی عبداللہ ابن مسعود کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔ اور یہ بھی الزام لگایا جاتا تھا کہ آپ نے تمام بیت المال کا روپیہ مفت خوروں کو جو اکثر آپ کی سسرال کی طرف سے رشتہ دار تھے دیکر تباہ کروایا سو ایسے الزامات نے صحابہ کرام کے دل میں بھی حضرت خلیفہ ثالث کی بہت بدظنیاں ڈال دیں تھیں۔ آپکے مخالف کی رائے کی تردید کوئی نہ کرتا تھا۔ بلکہ آپ کی مخالفت میں حتیٰ المقدور جو ہو سکا زیادہ ہی فساد برپا ہوتا گیا

جب حضرت عثمان رضی کو معلوم ہوا کہ ان کی فیاضی اور دریا دلی منتضادا اثر پیدا کر کے اُن پر باعث الزام اور جرم ہوئی ہے تو بتقاضائے بشریت آپکے دل کو ایک سخت صدمہ پہونچا جس سے آپ کی طبیعت میں جوش پیدا ہو گیا۔ آپنے منبر پر کھڑے ہوکر بعد حمد وصلوٰۃ ارشاد فرمایا کہ بیت المال کا جمع کرنا یہ خدا کا مال ہے۔ اور اسکا تقسیم کرنا بحیثیت خلیفۃ الوقت ہونے کے میرے اختیار میں ہے۔ جس طرح چاہوں بلا خوف

حضرت عثمان ذوالنورین کا کھڑے اوپر کے زینہ پر جہاں حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلعم قیام کرکے وعظ فرمایا کرتے تھے جدیں وجہ تھا۔ کہ آپنے جانا کہیں بھلا یہ ممکن ہو کہ صدیق اکبر درجہ کے مستحق ہوسکوں کہ انکی جگہ پر کھڑا ہو جاؤں اور نہ ہی مجھ میں وہ عدالت ہی کہ عمر فاروق کے قیام کی جگہ اختیار کروں اب باقی رہا رسول اللہ صلعم ان کے مرتبہ کو میں حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ رسالت اب ختم ہو چکی ہے اور وہاں کا قیام دوسرے شخص کو رسالت کا مرتبہ حاصل نہیں کرا سکتا۔ نہ کوئی اور شبہ ہو سکتا ہے۔

ورسول اسکا تصرف مجھے جائز اور درست ہے۔ پھر یہہ دعا کی کہ اے مولا میرے مخالفوں کو پشیمان کر کہ وہ اس اپنی مخالفانہ کارروائی سے پشیمان ہوویں۔ اور میری مخالفت نہ کریں۔

حضرت عثمان رضی تعالیٰ عنہ کی یہ تقریر سنکر حضرت عمار ابن یاسر (جوان مسلمانوں میں تھے) جو سب سے پہلے مشرف باسلام ہوئے تھے اور ان کی نسبت حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ عمار میں سر سے پاؤں تک ایمانداری کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے) اُٹھہ کھڑے ہوئے اور خلیفہ ثالث کی کلمات کی تردید کی۔ جسپر چند بنی امیہ جو حضرت عثمان کے رشتہ داروں سے تھے اُس بزرگ صحابی پر حملہ آور ہوئے۔ اور اسقدر مارا کہ حضرت عمار غش کھاکر زمین پر گر گئے۔ حضرت عثمان کے اس ظلم کی خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی اس زدو کوب کو سنکر حسرت زدہ تمام لوگ دست بدندان تھے۔ کہ رسول عربی صلعم کے ایک خاص دوست کے ساتھہ جلا وطن رسول بنی امیہ نے ایسی بدسلوکی کی ہے اور کسی کی ان کے سامنے کیا وقعت ہوگی۔ اب سرگروہ مفسدان ابن کعب کو کچھہ (جو پہلے یہودی تھا) موقعہ ملگیا کہ وہ اپنے یہودی دل کے آتش مخالفت کو مسلمانوں کے باہمی خانگی خانہ سے ٹھنڈا کرے۔ اُس فتنہ پرداز نے یمن سے لیکر حجاز اور وہاں سے بصرہ کوفہ شام اور مصر میں جاکر خلیفہ وقت اور ان کے مقربان بارگاہ کی برخلاف شکایات کر کے لوگوں کو بھڑکانہ شروع کر دیا اور لوگوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہ کے زیادہ ارادتمند پاکر حضرت علی مرتضےٰ کی خلافت کا استحقاق ثابت کرنے پر زور دیا۔ اور کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان کا حق چھین لیا ہے۔ اور تحریر اور تقریر کے اسپر زور دیا اور لوگوں کے دلوں کو اسطرف جھکا ہوا دیکھہ کر یہہ صلاح دی کہ تمام لوگ جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے شاکی ہیں وہ ایک ہی وقت

حصص سے ایک جگہ جمع ہوکر بہانہ بتائیں کہ ہم ارادہ حج کو جمع ہو رہے ہیں۔ جب جمع ہو جاویں تو یکدم مدینہ میں جاکر عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عہدہ خلافت سے معزول کر کے حضرت علی کرم اللہ وجہ کو خلیفہ وقت بنائیں۔ ابن کعبہ کو اپنی سازش میں کامیابی ہوئی۔ اور ہر طرف سے لوگ جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ قبائل بنی ہزیل اور بنی مخزوم و بنی غفار کو نسبت عبداللہ بن مسعود رضی و ابوذر رضی و عمار بن یاسر کی رنجید گی تھی۔ کیونکہ عبداللہ بن سرح عامل مصر نے لوگوں کو سخت ہی تنگ کر رکھا تھا مقدم الذکر قبائل نے ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضور خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے حاکم عبداللہ بن سرح کی شکایت کی۔ اس شکایت پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصیحت نامہ جو کچھ تنبیہہ اور تہدید پر مبنی تھا عبداللہ بن سرح کو لکھا اور نیچے اس کے یہہ حکم لکھا کہ مظلوموں کی دادرسی اور حق رسانی میں نہایت ہی کوشش کو کام میں لایا کرے۔ عبداللہ نے یہہ حکمنامہ دیکھتے ہی اور اپنی گوشمالی کو پڑھتے خلاف ورزی حکمنامہ کر کے ان بیچارے جیراسیوں سے سخت بری طرح سے پیش آیا۔ اپنی تنبیہہ اور تہدید کے بجائے ان بیچاروں کی سختی آگئی۔ اور مظلوموں کی دادرسی کے عوض انپر ظلم کا بادل برسایا۔

عبداللہ کی اس کاروائی نے مصریوں کے دلوں پر بہت ہی برا اثر پیدا کیا۔ اہل مصر کے ایک گروہ مثل علقمہ و عبدالرحمن بن عدیس بلوی و کنانیہ بن بشر التجیبی اور سودان بن عمران السکونی ۳۹ھ ہجری کو بجمعیت ایک ہزار جوان مدینہ کی کیطرف روانہ ہوئے۔ تاکہ ابن سرح کی سختیوں اور ظلم سے رہائی پاویں۔ اور ان کے ساتھ محمد ابن ابی بکر رضی اور محمد بن حذیفہ بھی تھے۔ اور راہ میں کچھ لوگ کوفہ کے اور کچھ

بصرہ بھی ہمراہی اہل مصر ہوگئے کیونکہ ان کے دل کو بھی ابن کعب نے حضرت عثمان رضؓ
کی مختلف شکائتیں سنا کر بدظن کر دیئے تھے۔ بعد قطع منازل وہ لوگ مدینہ
منورہ کے باہر تین میل کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ یہ بحسب ارادت دلی تین
قسم پر تھے۔ بصرہ کے لوگ حضرت طلحہ رضؓ کو دوست رکھتے تھے۔ اور اہل کوفہ
حضرت زبیر رضؓ کے ارادتمند تھے۔ اور مصری لوگ اپنے آپ کو حضرت علی رضؓ
محبتوں میں شمار کرتے تھے۔

ارباب خروج نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عرضداشت لکھی
کہ ہم لوگ مظلوم ہو کر یہاں آئے ہیں۔ فیصلہ کرنے کے لئے یا تو ہمارا انصاف
کیجئے اور ہماری شکایات کو دور کیجئے۔ ورنہ عہد خلافت سے دست بردار ہو جئے ہم
جس کو چاہیں خلیفہ مقرر کریں۔ ان کے آنے کے بعد جمعہ قریب تھا۔ جمعہ کے دن
حضرت عثمان رضؓ باہر تشریف لائے۔ اور ان لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی۔
بعد اختتام نماز آپ نے خطبہ پڑھا۔ اور ان کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا۔

اے لوگو سنو! خدا جانتا ہے اور اہل مدینہ بھی اس امر سے واقف ہیں۔ کہ تم پر
رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے۔ محمد بن مسلم الانصاری نے کھڑے
ہو کر تائید کی۔ اور کہا میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ واقعی یہ لوگ ملعون
ہیں۔ اس بات کے سننے سے اہل خروج کی آتش غصہ زیادہ مشتعل ہوئی۔ اور بے تحاشا
پتھر برسانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ ایک پتھر منبر پر خلیفہ ثالث رضؓ کو ایسا لگا کہ
آپ بیہوش ہو کر منبر سے گر پڑے۔ اور لوگوں نے اٹھا کر ان کو ان کے گھر پہنچایا۔
سنا جاتا ہے کہ اہل مدینہ میں سے ہی ایک جماعت نے بھی حضرت عثمان رضؓ کا
مقابلہ کیا۔ جو چند معزز صحابی تھے۔ مثلاً سعد بن ابی وقاص و زید بن ثابت رضؓ
حسن بن رضؓ علی کرم اللہ وجہہ اور ابو ہریرہ رضؓ حضرت عثمان رضی اللہ نے انکو

اور کیفیت تامہ کے ذریعہ چلے جانے کے لئے کہلا بھیجا۔ وہ چلے گئے اور زیادہ تعرض نہ کیا۔

جب سب لوگ چلے گئے تو حضرت عثمان رضہ مسجد میں تشریف لائے۔ اور آپنے ۳۳ روز نماز لوگوں کے ساتھ پڑھی۔ پھر بوجہ خوف مفسدان مسجد کا آنا بھی چھوڑ دیا۔ بعض ۳۰ دن کہتے ہیں بعض ۴۰ ایام کی ترجیح دیتے ہیں۔ کہ خلیفہ ثالث رضہ ۴۰ یوم تک اپنے دولت سرائے میں محصور رہے۔ حضرت عثمان رضہ نے اس گھبراہٹ کے عالم اور پریشانی کے وقت میں جب کہ آپ کو ہر ایک طرف سے نشانات زوال ہی نظر آرہے تھے اور خیال قیام فتنہ کا دلیرانہ گہیر رہا کر حضرت عثمان رضہ کی حالت کو رحم طلب حالت کر رہا تھا۔ اُسوقت آپنے یہہ تجویز سوچی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر اس معاملہ میں مشورہ کریں اور اسکے دفعیہ کے لئے شاید کوئی صورت نکل آئے۔ آپنے حضرت ابوالحسن کو بلایا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تشریف لائے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے ابوالحسن اس معاملہ میں کیا کیا جاوے۔ کہ آتش فتنہ فرو ہو۔ حضرت اسد اللہ الغالب کرم اللہ وجہہ نے عرض کی کہ میری رائے میں یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ عام دربار لگائیں جس میں تمام لوگ اہل خروج جمع ہوں۔ پھر آپ منبر پر کھڑے ہو کر اس مجمع عام میں اپنے ماسبق فعل اور قول کی نسبت معافی چاہیں۔ اس سے اُمید ہے کہ آپ پر تمام مسلمان خوش ہو جاوینگے۔ اور فساد فرو ہو جاویگا۔ خلیفہ ثالث نے اپنے اُس خلیفہ مشیر اور خیر خواہ اسلام کی صلاح کو پسند فرما کر حکم صادر فرمایا۔ کہ تمام لوگ مسجد میں جمع ہوں۔ جب تمام لوگ کہہ ومہ شریف وضیع مسجد میں جمع ہو گئے اور اُس معمر خلیفہ نے منبر پر کھڑے ہو کر بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا۔

یاایہا الناس۔ آپ جانتے ہو کہ میں بھی ایک انسان ہوں اور انسان سے ہمیشہ سہو و خطا ہوا کرتے ہیں۔ میں اپنے آپ کو معصوم نہیں کہہ سکتا ہوں۔ اقرار کرتا ہے

کوئی قصور بتقاضائے بشریت سرزد ہوا ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ آپ بموجب فرمان سید الانس والجان محمد رسول اللہ صلعم اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَہٗ کے توبہ کرتا ہوں۔ کیونکہ اسوقت میرے لئے توبہ سے بہتر اور کوئی چیز نہیں کیونکہ اب میری عمر کا زمانہ اخیر پر ہے۔ جس کو تم میں سے کچھ کہنا ہو وہ کہہ دے ہم انشاء اللہ اچھی طرح سے اسکی حق رسی اور داد دہی میں سعی کرینگے۔ اس خطبہ کے ختم کے بعد آپ منبر سے اُتر کر اپنے دولت سرائے میں تشریف لائے۔ اسوقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آپ کی غیبوبیت میں اس مجمع عام کو فرمایا کہ اے مسلمانوں جو کچھ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر واجب تھا ہوں نے کہہ سنایا۔ وہ اپنا حق ادا کر چکے۔ خدا اُن کو توفیق دے۔ اس موثر تقریر سے لوگوں کے دل پگھل گئے۔ اور کچھ بدظنی حضرت عثمان رضہ کیطرف سے لوگوں کے دلوں سے دور ہوئی۔

تھوڑی دیر کے بعد چند آدمی آپ کی ملاقات کے واسطے آپکے در دولت پر حاضر ہوئے۔ مروان نے اُس کے ساتھ بہت بدسلوکی کی۔ جو اُن کو ناگوار گذری۔ جس سے اُن کی دوستی مبدل بہ دشمنی ہوگئی۔ اور فتنہ کی بجھی ہوئی آگ پھر سلگ اُٹھی۔ اور حسن ظنی بدظنی کے روپ میں آگئی۔ جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ اہل بغاوت نے شورش کر کے دولت سرائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو گھیر لیا۔ حضرت عثمان رضہ نے کھڑکی سے سر باہر نکالکر دیکھا۔ اُسوقت اہل فتنہ نے کچھ سوال معترضانہ طور پر کئے۔ جن کے جواب خلیفہ ثالث رضہ نے ایسے معقول دیئے۔ اہل فتنہ ہمہ تن مسکوت اور مجحول ہوگئے۔ اور آپ نے اُسوقت یہی فرمایا کہ میں نے اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ لَا یَحِلُّ دَمُ امْرَءٍ مُسْلِمٍ اِلَّا بِاِحْدٰی ثَلٰثَۃٍ اَلْکُفْرُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَالزِّنَا بَعْدَ الْاِحْصَانِ وَقَتْلُ النَّفْسِ بِغَیْرِ الْحَقِّ۔ کہ

نہیں حلال کسی مسلمان کو قتل کرنا۔ مگر جسمیں ان تینوں میں ایک خصلت پائے کہ وہ مرتد ہو گیا۔ یا اُسنے بیوی ہوتے ہوئے زنا کیا ہو۔ یا وہ کسی نفس کو بغیر کسی حق کے قتل کر ڈالے۔ سومیں ذوالجلال خدا کی قسم کھاکر کہتا ہوں جسنے مجھے ایمان کی توفیق دی ہو میں ایمان لانے کے بعد مرتد نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم پروردگار کی میں اُس گھڑی تک مرتکب زنا نہیں ہوا۔ اور مجھے قسم ہے اُس عالم الغیب والشہادۃ کی کہ مینے اتبک کسی نفس کو ناحق قتل نہیں کیا۔ بلکہ جب سے اُس میرے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھہ کو بعیت رضوان میں اپنا ہاتھہ قرار دیا تھا تب سے مینے اس ہاتھہ سے اپنی عورت کو مساس ہی نہیں کیا۔ ایسی دلاویز اور دلسوز تقریر سے ان معترضوں کے سینہ میں غضب کی آگ کچھہ فرو ہوئے اور صلح کرنے پر راضی ہو گئے۔ مگر کنانہ بن بشر ونیز دیگر رشتہ دار کنانہ وہ راضی نہوسکے۔ اور فساد کی شرارت کو زیادہ ہی زیادہ مشتعل کیا۔ اور اشتعال نار فساد میں سعی کرتے رہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ نے اہل فتنہ کو دیکھا کہ بشر وغیرہ ہمراہی اس کے اس فساد کو کسی حد تک پہونچائے بغیر رہیں گے۔ آپنے حضرت عبداللہ بن عمر رضہ کو بلاکر مشورہ کیا کہ تمہاری اس معاملہ میں کیا رائے ہے اور یہہ فتنہ کس طرح بجھہ ہوسکتا ہے۔ اسپر عبداللہ بن عمر رضہ نے اہل فتنہ سے دریافت کیا کہ تم کیا چاہتے اُنھوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ مسند خلافت حضرت عثمان چھوڑ دیں۔ جس کو چاہیں۔ خلیفہ اپنی طرف سے بنائیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضہ نے یہہ حال دریافت کر کے حضرت عثمان رضہ کو عرض کی کہ اے خلیفۃ المسلمین آپ جانتے ہیں کہ آپ کی عمر قیامت تک تو رہتی نہیں۔ اگر آپ اس خوف سے عہدہ خلافت کو چھوڑ دیں گے تو سراسر بدعت میں داخل ہوگا۔ اور پھر لوگوں میں امر رائج ہوجاویگا۔ کہ جب وہ چاہیں خلیفہ کو تخت خلافت سے معزول کر دیویں گے۔ اور اپنے منشا کے مطابق

وہ قابل ہو یا نہ ہو۔ خلیفہ مقرر کر دیں۔ آپ قتل سے نہ ڈریں۔ کیا آپ نے حضرت اقدس
محمد رسول اللہ صلعم سے (فداہ امی وابی) نہیں سنا۔ کہ آپ کے شان میں فرمایا تھا
یا نزع قمیص الی اللہ پہر ظاہر ہے کہ یہہ قمیص امر خلافت ہے آپ اس کو نہ اُتاریں
آپ بموجب فرمان کتاب وسنت مخالفین کو دعوت فرماویں اگر قبول کرلیں فبہا
ورنہ آپ اپنا حق ادا کرنے میں معذور خیال کئے جاوینگے۔

اس مذکورہ بالا مشورہ پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ اپنی طرف سے
مخالفین کی طرف دعوت الی اللہ کے لئے مغیرہ بن شعبہ کو ارسال کیا۔ حضرت
مغیرہ نے موافق کتاب وسنت بہت کچھ وعظ و نصیحت کیا۔ بہلا مخالف دل اسکو
کیوں قبول کریں گے۔ مخالفین کو وہ کارروائی بالکل مخالف طبع بیٹھی۔ اور حضرت
مغیرہ بن شعبہ اس مفوضہ ڈیوٹی میں ناکامیاب ہی واپس آئے۔

پہر خلیفہ ثالث رضی اللہ تعالی عنہ اس اہم کام پر عبداللہ بن سلام کو اس کام
پر تعینات کیا۔ اُنہوں نے جاکر مخالفوں کو مخاطب کرکے کہا یا ایہا الناس تم نے
کیوں ناحق خلیفہ ثالث کے خون گرانے پر کمر باندھی ہے۔ خدا اور رسول صلعم سے
ڈرو اور اپنے امام کی اطاعت میں ثابت قدم رہو۔ اگر تم خلیفہ رسول صلعم کو شہید
کروگے تو یہہ بدرسم تاقیام قیامت دور نہ ہوگی۔ خلفاء قتل کئے جاوینگے ان کا
گناہ تم پر ہی ثابت ہوتا جائیگا۔

دوسرے یہہ کہ جب حضرت سید جن وانس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے ہیں تب سے خدا کے محافظ فرشتے اس مبارک
شہر کی حفاظت کرتے ہیں تمہارے خلیفہ کے قتل سے وہ اپنی محافظت کو چھوڑ
دینگے۔ پہر تم کو ہمیشہ اپنے دشمنوں سے سخت سخت تکلیفیں اور مصیبتیں جھیلنی پڑینگی
تیسرے یہہ کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کے تم لوگوں پر کئی حق ہیں۔ تم اُن حقوق

کو اسی وقت تھی اپنی گردنوں سے اتار سکتے تھے کہ جب حضرت عثمان ثواب آگاہ ہو ا م
فرما رہے ہیں تو اُن کو جگانے کی بھی تکلیف نہ دو کیونکہ یہ تم الا دب ہے۔ چونکہ یہ بھی کہ اب
اُن کا زمانہ زندگانی کا پیمانہ لبریز ہونے کے قریب ہے۔ تو اُن کو اس بڑھاپے کی حالت
میں کیوں ستاتے ہو رحم کرو۔
بہلا دشمنوں کا سخت دل اور کینہ سوز سینہ ایسی ایسی قابل قدر باتوں سے کب کچھ حصہ لے
سکتا ہے مخالفوں نے ان باتوں کو کانوں میں مار دیا۔ اور اپنے اندرونی جوش سے
برہم ہو گیا عبداللہ بن سلام بھی اپنے عہدہ کے اصلاح انداز نتیجہ سے محروم ہی رہے
اور کچھ کامیاب نہ ہوئے۔ پھر حضرت عثمان رضہ نے عمرو بن العاص کو ارسال کیا
وہ بھی پہلوؤں کی طرح فقرۂ ثالث کی مانند قوم سے جواب ہی جواب پاکر واپس
چلے گئے۔
جب یہ سفیر یکے بعد دیگرے اپنی سفارت کی ڈیوٹی کو پورا کر آئے۔ لیکن وہاں
کچھ بھی کام نہ چلا۔ تو پھر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عرض کی
یہ کام بجز حضرت علی کرم اللہ وجہ کے کبھی سر انجام نہیں ہوگا۔ آپ حضرت علی
کرم اللہ وجہ کو بلا کر اس سفارت کی تکلیف دیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے بموجب صلاح عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت اسد اللہ رضی اللہ
تعالیٰ کو بلایا۔ آپ حاضر ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ
آپ مہربانی فرما کر اس مفسد قوم کو پوچھائیں کہ یہ میری بے حرمتی اور خونریزی سے کیا
حاصل کرینگے۔ حضرت علی رضہ سفیر ہو کر تشریف لیگئے اور مخالفین کو حضرت عثمان رضہ
کی عنایات سے امیدوار کر گئے اور خود ذمہ وار ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے ہاں دولت پر تشریف واپس لائے۔ اور حضرت خلیفہ رضہ وقت سے عرض
کی کہ یہ لوگ حاکم مصر کے شاکی ہیں۔ ان کی منشاء ہے کہ عبداللہ بن سرح کو معزول

کر کے اُس کی جگہ محمد بن ابی بکر حاکم مصر مقرر کیا جاوے۔ بموجب صلاح حضرت علی کرم اللہ وجہہ
محمد ابن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے نام قلمرو مصر کے حاکم ہونے کا پروانہ لکھدیا اور مصر کی
حکومت محمد بن ابی بکر مع اہل مصر کیطرف روانہ ہوئے جب محمد بن ابی بکر رضہ نے اہل
مدینہ سے رخصت ہوکر مصر کی راہ لی اور چند منزلیں ہی قطع کی تھیں کہ ایک شخص کو
دیکھا کہ حضرت عثمان غنی رضہ کے شتر پر سوار ہے۔ اور مصر کیطرف جھٹ پاٹ بھاگے جا رہا
ہے اُس کو بلا کر پوچھا کہ تم کون ہو اور کہاں جاتے ہو۔ (شتر سوار) میں غلام خلیفہ
زمان حضرت عثمان رضہ کا ہوں اور والئی مصر کیطرف خلیفہ دوران کا پیغام لئے جا رہا
ہوں (محمد بن ابی بکر رضہ) کیا تیرے پاس کوئی فرمان یا خط ہے۔ (شتر سوار) نہیں
جب تلاشی لیگئی تو ایک خط سر بمہر نکلا جس میں لکھا تھا
خلیفہ وقت عثمان کی طرف سے والی مصر کو یہہ حکم ہے کہ جب محمد بن ابی بکر رضہ وغیرہ
مصر میں پونچے تو اُس کو قتل کر دینا۔ اور بعض کو جو فلاں فلاں ہے اُن کو قید کر دینا
اور مصر کے دار الخلافہ کو اپنے ماتحت رکھنا۔ کسی کو نہیں دینا۔
جب محمد بن ابی بکر رضہ نے یہہ مضمون دیکھا وہاں سے واپس آئے اور ساتھ ہی
تمام اہل مصر کو واپس لائے۔ اور وہ وجیہ اہل البغاوت جو شاید مدینہ سے ابھی
دو تین منزل تک ہی مدینہ سے واپس گئے ہونگے سب کی طرف آدمی بھیجدیا کہ تم
لوگ سب مدینہ منورہ کو واپس چلے آؤ۔
محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ نے واپس آتے ہی وہ خط حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے حضور میں حاضر کیا۔ کیونکہ اُنہیں کے ذریعہ یہہ اہم معاملہ طے ہوا تھا۔
حضرت علی رضہ نے خلیفہ دوران حضرت عثمان رضہ سے دریافت کیا کہ یہہ خط آپکا
ہے حضرت عثمان رضہ نے کہا واللہ مہر اور شتر میرا ہے اور خط میرا نہیں
بعد تحقیقات کے معلوم ہوا کہ اس فتنہ کا بانی مروان ہے اور حضرت

بڑی لازمہ ہیں۔

اب اس خط کی تلافی اس طرح قرار پائی کہ مروان کو قتل کر دیا جائے۔ مروان کو اہل فتنہ نے طلب کیا۔ لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بخیال فتنہ کے اپنے گھر سے باہر نہ آنے دیا مخالفین کو یہ بات از حد ناپسند اور ناگوار گذری اسی وجہ اُنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا۔ اور پانی وغیرہ اندر جانا بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بالاخانہ سے اہل بغاوت کو کہا کہ تم خدا اور اسلام کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب حضرت سید الانس و الجان محمد رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے تھے اُن کے لئے کوئی پانی کا کنواں نہ تھا کہ وہ پانی پی سکیں تو میں نے چاہ رومہ کو اپنی گرہ سے خرید کر کے مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ آج میں وہ ہوں کہ اس کنوئیں سے تو کیا دریا کا پانی مجھ سے روک دیا گیا ہے انہوں نے کہا۔ اللھم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ نہیں کہ مسجد نمازیوں پر تنگ ہوگئی تھی تو بموجب فرمودہ وعدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں نے لوگوں کے گھر خرید کر کے مسجد کو فراخ کر دیا۔ آج میں وہ ہوں کہ تم نے مجھ کو اسی مسجد سے روک دیا ہے کہ دو رکعت نماز بھی نہیں پڑھ سکتا۔ قالوا اللھم نعم۔ پھر میں قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا میں وہ عثمان نہیں ہوں جس نے اپنے خاص مال سے جیش عسرت کی تیاری کی۔ قالوا اللھم نعم پھر قسم دیکر کہا کیا میں وہ نہیں ہوں کہ جب میں حضرت محمد رسول اللہ صلعم (فداہ امی و ابی) کے ساتھ ثبیر مکہ پر تھا۔ ساتھ آپ کے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے وہ پہاڑ متحرک ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں مار کر فرمایا اُسکن ثبیر فانما علیک نبی و صدیق و شہیدان قالوا اللھم نعم۔ پھر آپ نے تعجب سے فرمایا اللہ اکبر گواہی دی ہے قسم ہے رب کعبہ کی میں اب شہید ہونگا میں اب شہید ہونگا میں اب شہید ہونگا۔

ایسی رقت آمیز تقریر سے اُن کے شکایتی رقعوں پر کچھ اثر نہ کیا۔ اور نہ وہ باز آئے۔ آخر کار
حضرت عثمان رضؓ نے مارے پیاس کے ایک قاصد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں
ارسال کیا حضرت علی رضؓ نے بنی ہاشم کے ذریعہ چند مشکیں پانی کی حضرت عثمان رضؓ
کے دولت سرا میں بھجوا دیں اور اپنے دونوں صاحبزادے حضرت امام حسن رضی اللہ
تعالیٰ عنہ و حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت عثمان رضؓ کے دروازے پر
کھڑا کر دیا۔ کہ ننگی تلوار لے کر پہرا دیں۔ تاکہ کوئی مخالف خلیفہ دوران کو کسی قسم کی اندر
جا کر تکلیف نہ دے۔ اسی طرح حضرت زبیر رضؓ اور حضرت طلحہ رضؓ نے اپنے صاحبزادوں
کو کہا وہ بھی حضرت حسن حسین رضؓ کی طرح پہرا دیں۔ اور خلیفہ دوران کی حفاظت جان
توڑ کر نہایت سختی سے کریں۔ چاروں صاحبوں نے اپنی متوجہ ڈیوٹی میں کوئی کسر
باقی نہ چھوڑی۔ اور دروازہ سے کسی مخالف کو یہ جرات نہیں ہوئی۔ کہ وہ اندر جا کر
حضرت عثمان رضؓ کو تکلیف پہنچا سکیں۔

جب اہل خلاف نے دیکھا دروازہ دار الخلافہ پر عظماء بنی ہاشم تعینات ہیں اور حضرت
ہم اپنے مقصد کو نہ پہنچ سکیں گے۔ موقعہ پا کر پس پشت دیوار مکان کو نقب لگا کر
اندر دولت سرائے خلیفہ دوران میں داخل ہو گئے۔ متعلقان وفاداران حضرت عثمان رضؓ
کے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت رضؓ نے اُن کو روک دیا۔ اور کہا اب میرا وقت
ہو چکا ہے۔ اسلئے میں نے رات کو اپنے پیارے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو خواب میں دیکھا ہے اور آنحضرت صلعم فرماتے ہیں اے عثمان رضؓ کل ہمارے ساتھ روزہ افطار
کرے گا۔ تاہم یہی غیرت کا تقاضا تھا۔ کچھ اُنہوں نے مقابلہ تو کیا۔ لیکن بلوہ
لوگ زیادہ تھے کسی کو زخمی کسی کو مار کر محل کی چھت پر چڑھ گئے۔

غافقی شقی نے اُس حالت میں جب کہ وہ سخی رحیم انسان حضرت عثمان رضؓ نہایت
صبر و اطمینان و استقلال سے تلاوت قرآن شریف کر رہے تھے ایک تلوار کا

خون حضرت خلیفہ دوران عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ صائم وقاری کا آیت فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم پر پڑا اور واصل بحق ہو گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور اپنی جانبازی اپنے حقیقی مطلوب کے روبرو نہایت ہی خوشی سے کر کے دکھائی۔ اور اپنا نام صفحہ ہستی پر مقتول باللہ چھوڑ گئے۔

اس جانگداز واقعہ کی خبر جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچی آپ گھر سے دوڑتے ہوئے آئے ایک طمانچہ حضرت حسن رضہ کے چہرے پہ مارا اور ایک دھپڑ حسین رضہ کو لگایا۔ اسی طرح عبداللہ بن زبیر رضہ اور محمد بن طلحہ رضہ کو بھی سخت بہر کا۔ اور فرمایا افسوس ہے تمہاری اس پاسبانی پر کہ خلیفہ وقت اور دوست رسول خدا صلعم شہید ہو جاوے تم یہاں دروازے پر کہڑے ہو۔ تم کو یہاں کس لئے بھیجا تہا۔ آخرش چاروں صاحبزادوں نے اپنی لاعلمی کا اقرار کیا۔ یہہ واقعہ اسطرف سے نہیں بلکہ بے خبر دیوار پہاڑ کر خلیفہ کو شہید کر دیا ہے۔ اس مقتول غار سے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا غصہ فرو ہوا۔

یہہ واقعہ جانکاہ وہ دل آزار ذالحج ۳۵ھ ایام تشریق میں مطابق ۶۵۵ء کو درپیش آیا۔ آپ کی عمر اسوقت باختلاف روایات چہتر برس یا بیاسی برس یا نوے برس کی تہی۔ اور آپ کا زمانہ خلافت باراں سال کم بارال یوم تہا۔ آپ کی رسوم تجہیز و تکفین حضرت علی کرم اللہ وجہ نے کرائی اور نماز جنازہ جبیر بن مطعم نے پڑھائی۔ اور آپ کو بموجب ارشاد حضرت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ جنت البقیع میں دفن کر دیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال پر ملال پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ارادہ حج مکہ معظمہ میں تشریف لیگئی ہوئیں تہیں۔ سنکر انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پڑہا۔ اور آپ نے یہہ شعر پڑہا۔ ؎ کریم انکہ کرم گر زیادہ گشتی عمر۔ تراغطیہ زتیغ عمر جاودان بود۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی لباس میں

دفن کر دیا گیا۔ جو آپ نے قتل کے وقت زیب تن فرمایا ہوا تھا۔ آپ کو غسل نہیں
دیا گیا اسی طرح مذبوح فی اللہ مدفون کئے گئے۔

کسی نے حضرت سعید بن مسیب سے پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا حال
تھا تو آپ نے فرمایا۔ بلا ریب وہ مظلوم شہید ہوئے۔ قاتل اُن کا ظالم ہے۔ اسلئے
کہ آپ نے کسی سے مقابلہ نہیں کیا۔ اور خداوند تعالیٰ اُن سے بہت راضی تھا۔ وہ
خلیفہ رحیم اور نرم دل تھے۔ اور کریم اور بزرگ تھے۔ اور وہ عفت اور اصلاح کے مقتدا
تھے۔ اور وہ رشد و فلاح کے امیر تھے۔ وہ بدمعاشوں کو ملک سے نکال دیتے تھے
وہ شب بیدار طالب خالق اللیل والنہار میں شیدا لسمہ مجنون دار تلاوت قرآن کریم
اُن کا وطیرہ تھا۔ خدائی عبادت میں بجز ضروریات ملکداری کے مشغول رہتے تھے
اب صحیح توجیہ ہے کہ غزوات اور فتوحات ختم ہو چکی۔ اور تقسیم اموال غنائم منقطع۔
آپ کی فیاضی کے باعث آپ کا لقب غنی پڑ گیا تھا۔ اور آپ نے ہزار ہا روپے اپنی
زندگی میں تقسیم کر دیئے تھے۔ پھر بھی آپ کے گھر میں بے شمار مال پایا گیا۔ جو مخالفوں
نے لوٹا اور اس مال کا بہت سا حصہ ایسا تھا۔ جو آپ نے خیراتی کاموں کے لئے
علیحدہ جمع کر رکھا تھا۔

آپ کی خلافت اسی طرح واقع ہوئی جس طرح سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے سفینہ مولیٰ رسول اللہ صلعم بیان کرتا ہے۔ کہ جس وقت
آنحضرت صلعم مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور مسجد کی تعمیر فرمائی تو ایک پتھر
آنحضرت صلعم نے اپنے دست مبارک سے مسجد کی بنیاد میں رکھا۔ پھر حضرت ابوبکر رضؓ
کو فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پاس رکھو۔ اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ تم اپنا پتھر حضرت ابوبکر رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ اور پھر حضرت
عثمان رضؓ کو فرمایا۔ کہ تم اپنا پتھر حضرت عمر فاروق رضؓ کے پتھر کے پاس رکھو۔ پھر

اسی ترتیب سے خلافت یکے بعد دیگرے علی تناسب ترتیب الحجر پہلے حضرت ابوبکر رض خلیفہ ہوئے پھر حضرت عمر فاروق رض۔ اور پھر حضرت عثمان کو پہنچی۔

ذکر عاملان حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکہ معظمہ میں حضرت عبداللہ ابن جعفر تھے۔ اور طائف میں حضرت قاسم بن ربیعہ ثقفی اور یمن میں حضرت یعلی بن منیہ بھی کہتے ہیں اور بصرہ میں عبداللہ بن عامر اور کوفہ میں حضرت موسیٰ اشعری۔ اور ملک شام میں امیر معاویہ بن سفیان اور حمص میں عبداللہ بن خالد اور فلسطین میں علقمہ بن حکیم۔ اور قرقیسیا میں جریر بن عبد البجلی اور آذربیجان میں اشعث بن قیس اور اصفہان میں صائب بن اقرع اور ہمدان میں اسید اور ری میں سعید بن قیس اور خراسان میں احنف بن قیس۔ یہ تمام آپکے زیر حکومت عامل تھے ان کی طرف پروانجات اور ہدایات ملک داری اور ملک گیری تحریر ہوتی رہیں اور آپکے زمانہ میں بلخ تک فتوحات کا پتہ ملتا ہے چنانچہ حضرت احنف بن قیس کا بلخ سے واپس عرب کو ہونا اور بعد قطع منازل وطے مراحل بصرہ میں پہنچنا اس کی صداقت کا گواہ ہے۔

عثمان غنی کے قاضی اور کاتب و دربان وغیرہ

مدینہ منورہ کے قاضی حضرت زید بن ثابت تھے اور مکہ معظمہ میں قاضی ابوہریرہ رض اور ملک شام میں قاضی حضرت ابو درداء باقی جو عامل ہوتے تھے۔ اس منصب کو بھی کسی طرح سر انجام دے لیتے تھے۔ کاتب آپ کا مروان بن الحکم ہے۔ اور

دربان افگان حمران غلام اور صاحب شرط عبداللہ بن مجید سہمی اور محاضرات میں کہا ہے۔ کہ ابن قنفذ تیمی تھا۔ نقش خاتم آمنت باللہ مخلصاً۔

نورالابصار و تاریخ الخلفاء میں لکھا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی باعصمت بیوی چلائی کہ امیرالمومنین قتل ہوئے گو وہ بھی تیغ مقتول تھی کہ حضرت عثمان غنی کے بچاؤ کے لئے جب اُس نے اپنا آپ خلیفہ پر ڈال دیا تھا اگر ایک غلام وہاں نہ ہوتا۔ کہ جس نے اُس کو وہاں سے علیحدہ کر دیا تھا۔ تو یقین تھا کہ وہ بھی اپنی سچی محبت کی داد لینے بے گناہ اور بزرگ خاوند کے ساتھ دیگر شہید ہو جاتی جواب اسکی نازک انگلیں مجروح دکھائی دے رہی ہیں۔ تو حسن اور حسین رضہ نے اندر جاکر دیکھا تو اُن کو مذبوح پایا۔ اور رونے لگے۔ اور یہ خبر حضرت علی رضہ اور حضرت طلحہ رضہ اور حضرت زبیر رضہ و حضرت سعید رضہ وغیرہ اکابر صحابہ کو پہنچی۔ سب کی عقل جاتی رہی۔ اور استرجاع کیا۔ اور حضرت علی رضہ نے حضرت حسنین کو اسی طرح کے سوال و جواب کئے جو اوپر لکھے گئے ہیں۔ . . . . . . اور لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ بھی ہمراہ حضرت عثمان رضہ کے محصور تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ کو کہا خدا کی قسم ہے تلوار نہ چلانا وہ تو میرا مارنا چاہتے ہیں۔ میں مومنین کو اپنی عزیز جان دیکر بچاؤں گا۔ اور دوستوں کا کفارہ ہو جاؤنگا حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں میں نے اپنی تلوار پھینکدی۔ اب تک معلوم نہیں کہ وہ کدھر گئی۔ کعب بن مالک نے اس بارے میں کیا اچھا کہا ہے۔ ؎

وَکَفَّ یَدَیْہِ ثُمَّ اَغْلَقَ بَابَہٗ ۔۔۔ وَاَیْقَنَ اَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِغَافِلٍ

وَقَالَ لِاَھْلِ الدَّارِ لَا تَقْتُلُوْھُمْ ۔۔۔ عَفَا اللّٰہُ عَنْ کُلِّ امْرِءٍ لَمْ یُقَاتِلٖ

(ترجمہ) اُس نے (یعنے حضرت عثمان نے) ہاتھوں کو روک لیا اور دروازہ بند کر لیا اور وہ متقین تھا کہ میرا مولا میرے حال سے غافل نہیں ہے۔ اور اپنے تمام گھر والوں کو کہدیا کہ لڑائی نہ کرنا۔ خدا ضرور درگذر اور معاف کرتا ہے اُن کو جو لڑائی نہیں کرتا

بست سے چلے گہر میں حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالی عنہ داخل ہوئے۔ اشتعال غصہ
سے جب کہ عقل نہ رہا ہوا تھا اُس اپنے معمر بزرگ خلیفہ کی داڑہی پکڑی حضرت عثمان رض
نے فرمایا یا ابن اخی کہ میرے پیارے بھائی کے بیٹے یہہ وہ داڑھی ہے کہ تیرا باپ اُسکی بڑی
عزت کرتا تھا۔ اور اکرام کرتا تھا۔ اُس کے سننے سے وہ شرماکر باہر چلے آئے۔ اور کہتے
ہیں کہ یسار بن علیاص یا یسار بن عیاض اور سودان بن حمران نے تلواریں ماریں
جن کی ضربات سے خون کی چھینٹیں اوڑکر آیت فسیکفیکھم اللہ پر پڑیں
اور ایک روائت میں ہے کہ عمرو بن حمق نے سینہ بے کینہ پر بیٹھ کر اُس تیسرے
یار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تلوار سے ذبح کیا۔ ابھی اس سے اُن کا غصہ
فرو نہ ہوا۔ کہ عمیر بن صابی نے اُس کریم النفس خلیفہ کا پیٹ چاک کر دیا۔ یہانتک کہ آپ کی
دو پسلیاں بھی ٹوٹ گئیں۔ تعیین قاتل اُس کے سوا اور بھی قول ہیں۔ حضرت عثمان
رضی اللہ تعالی اُس دن صائم تہے۔ اور انہوں نے اُس رات کو دیکھا تھا کہ حضرت
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ اور حضرت عمر
فاروق رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے ہیں۔ اور فرما رہے ہیں۔ تو صبر کر شب آیندہ
کو تو ہمارے ساتھہ روزہ کھولیگا۔ صبح اُٹھہ کر بیس غلام آزاد کئے۔ اور آپ اسی دن
شہید ہو گئے۔ بعد قتل کہ اُن کے خزانے میں ایک مقفل صندوق ملا۔ اُس کو کھولا
اور اُس میں ایک اور ڈبیہ تھی۔ اسمیں کاغذ تہا جس پر یہہ عبارت تھی۔ ھذا
وصیۃ عثمان بن عفان یشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ ویشھد ان
محمدا عبدہ ورسولہ وان الجنۃ حق وان النار حق وان اللہ یبعث من فی القبور لیوم
لا ریب فیہ ان اللہ لا یخلف المیعاد علیھا نحیا وعلیھا نموت وعلیھا نبعث ان شاء اللہ
تعالی من الآمنین برحمۃ اللہ انتھے۔

(ترجمہ) یہہ عثمان بن عفان کی وصیت ہے جو گواہی دیتا ہے۔ کہ کوئی معبود نہیں سوا اُس اللہ کے

کے جو اکیلا ہے اُسکا کوئی شریک نہیں اور یقیناً وہ گواہی دیتا ہے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اُس کے بندے اور رسول ہیں۔ اور بہشت و دوزخ اور قبروں سے قیامت کے دن اُٹھنا۔ خدائی دعدے خلاف نہیں ہوتے یہ سب سچ ہے۔ اس اعتقاد پر ہم زندہ ہیں۔ اور اسی پر مرینگے۔ اور اسی پر قبروں سے اُٹھیں گے۔ انشاءاللہ خدائی رحمت کے ذریعہ سے ہم امن میں ہونگے۔

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے موعظت حسنہ اور آخری خطبہ لکھکر ہم اُن کی اولاد ازواج کا ذکر کریں تاکہ آپکے تمام حالات پر ناظرین کو بطور مالا یدرک کلہ فمالا یترک کلہ واقفی حاصل ہوجاوے اور عام مخلوقات کو ان کلمات طیبات پر خداوندکریم توفیق عمل رفیق رفیق فرماوے ؛ ـ

این آرزوئے من چہ خوش ست ۔۔۔ تو بدیں آرزو مرا برسال

حضرت عثمان بن عفان کے چند کلمات موعظت

(۱) غم آخرت دل میں ایک نور ہے۔ اور غم دنیا دل میں ایک اندھیرا ہے

(۲) تارک دنیا خدا کا دوست ہے۔ اور گناہوں کا تارک فرشتوں کا پیارا ہے جس نے طمع سے کنارہ کیا۔ وہ اہل دنیا کا محبوب ہوگیا۔

(۳) چار چیزیں ہیں جنکو ظاہرا دیکھو تو اُنمیں ایک خوبی ہے۔ اور حقیقت میں وہ چاروں ہی فرض ہیں۔

(۱ول) نیکوں سے ملنا۔ ایک خوبی ہے اور اُن کی اتباع علی الاصلاح فرض ہے

(دوم) قرآن شریف کا پڑھنا۔ ایک خوبی ہے۔ اور اسپر عمل کرنا عین فرض ہے

(سوم) بیمار پرسی کرنا ایک خوبی ہے۔ اور مریض سے وصیت لینی فرض ہے

چہارم۔ قبروں کی زیارت ایک خوبی ہے۔ اور وہاں جانے کے لئے تیار رہنا فرض ہے۔

(۴) میں خدا کی بندگی کا اقرار چار باتوں سے پاتا ہوں۔
اوّل خدا کے فرائض ادا کرنے سے
دوسرا خدا کی منہیات سے پرہیز کرنے سے
تیسرا نیک کام جتنے ہیں اُن کا ثواب مالک الملک عطا کریگا۔ اور اُن کی نیک پاداش دیگا۔
چوتھے۔ خدا کے غضب سے ڈر کر برے کاموں کو ترک کر دینے سے۔

(۵) جو شخص متدین اور زبیدار ہے اُس کو چھ قسم کے خوف ہوتے ہیں
اوّل خوف خدا کا ہر وقت اُسے خیال رہتا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اپنے مولا کی بے فرمانی کرنے سے ایمان نہ ضایع ہو جاوے۔
دوسرا ڈر ہے کہ کراماً کاتبین جو دو فرشتے اعمال و نیک و بد کے محرر ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کوئی میرا ایسا عمل نہ لکھ لیں جس کی وجہ سے قیامت میں ذلت اور خواری دیکھوں
تیسرا۔ خوف شیطان کا کہ کہیں وہ موقعہ پا کر اس کے عمل کو حبط اور باطل نہ کر دے
چہارم ملک الموت کا خوف کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اُس کی جان قبض کر دے ابھی اُس نے توبہ نہ کی ہو۔ اور نہ ہی اعمال صالحہ کی اُس کو توفیق ملی ہو۔
پنجم خوف دنیا کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہی عاشق بنا کر غم آخرت دل سے محو کر دے۔
ششم۔ اپنے اہل و عیال کا ڈر کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی طرف مائل کر کے خدا کی عبادت سے غافل بنا دے۔

(۶) متقی (جو خدا کا دوست ہوتا ہے) اُس کے پانچ نشان ہوتے ہیں۔

اوّل ایسے شخص کی مجلس سے دین اور ایمان درست اور ترقی پذیر ہو۔ دوم اپنی زبان
اور سرمگاہ کو قابو میں رکھنے (سوم) دنیا کی خوشی اور ثروت اپنے لیئے وبال جان
سمجھنا (چہارم) شبہات کے خوف سے حلال چیزوں سے بھی پیٹ نہ بھرنا۔ (پنجم)
یہہ خیال کہ تمام دنیا کو نجات ملگئی بس ایک میں ہی ہوں جو ہلاکت کا سامنا کر رہا ہوں
(۷) میں اس شخص سے نہایت ہی تعجب کرتا ہوں جو جانتا ہے کہ مینے مرنا ہے اور پھر وہ
ہنسی اُڑاتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ دنیا فانی ہے پھر اُس سے دل لگاتا ہے۔ اور جو جانتا
ہے کہ دوزخ برحق ہے پھر وہ گناہ کرتا ہے اور جو وہ اُس منتی مطلق ذوالجلال خدا کا قایل ہے
اور پھر دوسرون کا ذکر کرتا ہے۔ اور جو اسبات کو جانتا ہے کہ بہشت بھی کوئی چیز ہے
پھر وہ دنیاوی تعیش و آرام میں پڑ جاتا ہے۔ اور جو اسبات کو جانتا ہے کہ شیطان اُس کا
دشمن ہے اور پھر اُس کے کہنے پر قدم مارتا ہے۔ اور جو تقدیر کو مانتا ہے اور پھر کسی بات
کے فوت ہو جانے پر اظہار رنج کرتا ہے۔ اور جو جانتا ہے کہ قیامت کے دن حساب دینا
پڑیگا۔ پھر مال جمع کرتا ہے۔

(۸) عارف (باللہ) کے یہہ نشانات ہوتے ہیں (۱) دل میں رجاو خوف اور زبان پر
الٰہی حمد اور تعریف (۲) آنکھوں میں گریہ اور حیا دل میں ترک دنیا و رضا بالقضا
(۹) میں دنیا میں تین باتوں کو پسند کرتا ہوں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا اور ننگوں کو
کپڑا پہنانے کو اور قرآن شریف کی تعلیم تعلیم کو۔

(۱۰) دنیا میں دس چیزیں ہیں جو بالکل نکمی ہیں۔
پہلے وہ عالم جس سے کوئی مسئلہ نہ پوچھا جائے (اور نہ وہ بتائے) دوسرے وہ علم جو قابل عمل
ہو۔ تیسرا وہ اوزار جو مشتعل ہو۔ اور کام نہ لایا جاوے پوچھے وہ رائے صاحب جس کی
قبول نہ کیا جاوے۔ پانچویں وہ مال جو خرچ نہ کیا جاوے چھٹے ایسی مسجد جس میں نماز
نہ پڑھی جاوے۔ ساتویں وہ علم جس کی تعلیم کی آٹھویں دنیا کے کھانے کا نشانہ

آٹھویں وہ قرآن جس کی تلاوت نہ کی جاوے۔ (اور نہ اسپر عمل کیا جاوے) نانویں وہ سواری جسپر سوار نہ ہوا جاوے۔ دسویں وہ طوالت عمر جس میں سامان آخرت نہ مہیا کیا جاوے۔

اب خطبہ اخیری جو آپنے پڑھا وہ یہہ ہے۔ اما بعد ایہا الناس ان اللہ انما اعطاکم الدنیا لتطلبوا بہا الاخرۃ فلم یعطکموھا لترکنوا الیہا ان الدنیا تفنی والاخرۃ تبقی لا یبطرنکم الفانیۃ ولا تشغلکم عن الباقیۃ اثروا ما یبقی علی ما یفنی فان الدنیا منقطعۃ وان المصیر الی اللہ اتقوا اللہ فان تقواہ جنۃ من باسہ ووسیلۃ عندہ واحذروا من اللہ الغیرۃ والزموا جماعتکم واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا۔ (ترجمہ) بعد حمد و صلوٰۃ اے لوگو خدا تعالیٰ نے دنیا تم کو اسلئے دی ہے کہ تم اس سے آخرت حاصل کرو۔ نہ کہ تم اسی کی طرف جہک جاؤ۔ تمہیں یقیناً سمجھہ لینا چاہئے کہ دنیا فناہ ہو جاویگی۔ اور آخرت ہمیشہ رہے گی۔ تم (بیوفا) فانی چیز (دنیا) پر مغرور نہ ہو جاؤ اور وہ تم کو باقی چیز (آخرت) سے اپنی طرف مشغول کر دے۔ تم کو لازم ہے کہ بقا کو فنا پر اختیار کرو۔ پس یقیناً (یاد رکہو) کہ دنیا منقطع ہو جانیوالی ہے۔ اور تم سب خدا کی طرف پہیرے جاؤگے اور خدا سے ڈرو کیونکہ اس (ذوالجلال) خدا تعالیٰ کے عذاب سے یہی ڈرنا بچا سکتا ہے۔ اور اس کی ڈہال ہے اور یہی اس کے تقرب کا وسیلہ ہے اور اس خدا غیور کی غیرت سے ڈرو اور اپنی اسلامی جماعت کو لازم پکڑو۔ اور خدا کی انعام کو یاد کرو۔ جو تم پر کیا گیا۔ جب کہ کینہ توزی اور عداوت تمہارے سینوں میں گہر کر گئی تہی۔ پس اس (وددو) خدا نے تم کیا الفت ڈالدی جس کا یہہ نتیجہ ہوا کہ تم آپس میں اس کی نعمت سے بہائی ہو گئے

یہہ اخیری کلمات طیبات ہیں جو خلیفۂ ثالث کی زبان مبارک سے نکلے - اور پہر آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا - مناسب یہی ہے کہ ہم بہی ذوالنورین کواہی ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ کے اخیری کلمات پر ختم کریں - اور اُن کے متعلقات کا بہی ذکر ہدیہ ناظرین کردیں تاکہ مزید بصیرت کا باعث ہو -

تتمہ

ذکر اولاد وغیرہ میں

حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالے عنہ کے نو پسر سات دختر تہے عبداللہ اصغر اُن کی ماں رقیہ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم - اور بعض نے کہا ہے فاختہ بنت غزوان یہہ صغیر سن میں ہی فوت ہو گئے تہے چہہ سال کے تہے - کہ ایک مرغ نے اُن کی آنکہہ میں چونچ ماری تہی اُس سے بیمار پڑے - اور انتقال کیا - دوم عبداللہ اکبر یہہ بڑے تہے عمر میں اور ان کی اولاد بہت بڑہی تہی - مقام مینے میں ان کا انتقال ہوا - سوم - ابان کنیت ابوسعید یہہ منجملہ حدیث کے راوی تہے حرب جمل میں ہمراہ

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالے عنہا حاضر ہوئے تہے۔ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے یہی بہاگے۔ اور شکست کہائی۔ یہہ ابرص بقول اصمعی تہے۔ ایام عبدالملک بن مروان میں والی مدینہ رہے۔ اور خلافت یزید بن عبداللہ میں مرے ان کی اولاد بہت ہے اور اندلس میں ہے۔ چہارم خالد اُن کے اور اُن کی والدہ کے ہاتہہ میں وہ مصحف تہا جبپر عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کا خون ٹپکتا تہا۔ ایک دابہ نے اُنکو لات ماری اس سے وہ زمانہ خلافت باپ ہی میں فوت ہوگئے انکو کبیر ہی کہتے ہیں۔ پنجم عمران کی بہی نسل بہت ہے۔ ان کی ماں بنت جندب قبیلہ ازد کی تہی۔ ششم و ہفتم سعید و ولید ان دونوں کی ماں فاطمہ بنت ولید تہی۔ سعید یکنی بابی عثمان تہے۔ معاویہ رضی اللہ تعالے عنہ نے اُن کو خراسان کا والی کردیا تہا۔ اُسی جگہ پر مارے گئے۔ یہہ معاویہ رض کی طرف سے وہاں پر حاکم تہے۔ ہشتم عبدالملک یہہ بچپن میں فوت ہوگئے۔ ملیکہ ام البنین عینیہ بن حسن فرازی تہی۔ نہم کا ذکر مذکور نہیں۔

لڑکیوں کا مجمل رکھنا ہی کافی ہے۔ اب وہ لوگ جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالے عنہ پر چڑہائی کی تہی۔ بہت سے اُن میں سے مجنون ہوگئے۔

حذیفہ رضی اللہ تعالے عنہ فرماتے ہیں یہہ اول فتنہ تہا اور آخر فتنہ فتنہ المسیح ہوگا جس کسی کے دل میں برابر دانہ رائی کے بہی محبت قتل عثمان رضی اللہ تعالے عنہ کی ہوگی۔ وہ تابع دجال ہوجاویگا۔

نادرہ ۔ حیض ابوقلابہ سے مروی ہے کہ میں شام میں ہمراہ دوستوں کے تہا میں نے ایک آدمی کو کہتے سنا ہے۔ واویلا من النار میں نے جاکر دیکہا ایک مرد ہے۔ دونوں ہاتہہ پاؤں کٹے ہوئے۔ اندہا ہے۔ اور اوندہا پڑا ہوا تہے اور یہہ چلا رہا ہے میں نے پاس جاکر پوچہا تیرا حال یہہ کیوں ہے اُس نے

کہا میں بھی ایک اُن میں سے ہوں جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے
قتل کرنے کے لئے داخل دار عثمان ہوئے تھے۔ جب میں عثمان رضی اللہ
تعالےٰ عنہ کے پاس گیا اُن کی بیوی چلائی۔ مینے اُس کو ایک طمانچہ مارا۔
اُسوقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا مالك قطع الله يدالك
ورجليك واعمى عينك وادخلك النار مجھ کو تن پر سخت لرزہ پڑا اور میں بھاگا
اور اب اُن کی دعا کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کٹ گئے اور
آنکھیں اندھی ہوگئیں۔ اب باقی آگ رہ گئی ہے۔ مینے اعوذ پڑھا۔ اسی طرح
ہر ایک آدمی عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتلوں سے مختلف عذابوں میں
مبتلا ہوکر راہ ملک بقا ہوئے۔ اللہ تعالےٰ ہم کو اپنی محبت اور اپنے پیاروں
کی محبت میں ثابت قدم رکھ کر ہمراہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے رحمت کے جوار میں جگہ دے اور اپنے دیدار سے محظوظ کرے آمین ثم آمین
الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ
آلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

صدیق اکبر } جناب رسولخدا صلعم کے پہلے خلیفہ دنیائے اسلام کے آدم ثانی کی سوانح عمری دیکھنی ہو تو کتاب صدیق اکبر منگالیں۔ آپ کا دل باغ باغ ہوجائیگا۔ قیمت فی جلد . . . . عا

سیرت الفاروق } حجم ۳۲۰ صفحہ۔ حضرت فاروق اعظم جناب رسولخدا صلعم کے دوسرے خلیفہ ہیں۔ آں حضرت صلعم فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رض کی زبان پر حق بولتا ہے اور شیطان اُن کے سایہ سے بھاگتا ہے دنیائے اسلام میں جسقدر فتوحات حضرت فاروق اعظم نے کئے دنیا کے کسی فاتح میں اسکی نظیر نہیں ملسکتی آپکے حالات بابرکات دیکھنے ہوں تو فاروق اعظم منگالیں۔ قیمت فی جلد . . . . عـ مجلد ۱۲ر

حیات صلاح الدین } یعنی سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

یہ کتاب مولوی سراج الدین احمد مؤلف سیرۃ الفاروق وایڈیٹر چودھویں صدی کی تالیف ہے۔ اس کتاب کی تقریباً اڑھائی سو صفحہ ہیں۔ جن میں قریباً ۸۰ صفحہ پر ایک دیباچہ ہے جس میں کروسیڈ صلیبی لڑائیوں کی ایک مختصر مگر نہایت دلچسپ اور ضروری تاریخ لکھدی گئی ہے۔ بلکہ اسلامی تاریخ کی دو صدیوں کا ایک آئینہ ہے۔ شروع دیباچہ میں اسلامی تاریخ کے گذشتہ پانسو برسوں کا ایک اجمالی حال دکھلایا گیا ہے اور صلیبی لڑائیوں کے آغاز کیوقت جو کیفیت عیسائی اور اسلامی دنیا کی تھی وہ اسی دیباچہ میں صاف دکھادی ہے سلطان صلاح الدین اسلامی دنیا کا ایک بزرگ اور مشہور نامور ہے۔ جسنے تن تنہا تمام یورپ کے مجموعہ کو روک کر نہ صرف بیت المقدس اور شام اور بغداد اور مصر کی خلافتوں کو بلکہ تمام ایشیا کو یوروپ کے ہاتھوں میں پڑجانے سے بچالیا۔ بیت المال کو صرف فتح ہی نہیں کیا۔ بلکہ افواج یوروپ کے سیلاب کے مقابلہ میں محفوظ رکھا۔ صرف ایشیا میں نہیں بلکہ تمام یوروپ میں اسکی بزرگی اور ناموری تسلیم کیگئی ہے۔ سلاطین دنیا میں سے کسیکی کبھی نہیں کی گئی۔ سلطان صلاح الدین کے حالات صرف اسواسطے پڑھنے کے قابل نہیں ہیں کہ وہ ایک نامور شخص کے حالات ہیں بلکہ وہ ایک آئینہ ہے جسمیں عیسائی اور اسلامی دنیا کے اوصاف وخصائل اور عیوب ایک ایسے وقت میں جبکہ وہ دینی ترقیات کے اختیار سے ایکدوسرے سے قریب تھے۔ صاف نظر آتے ہیں اور دونوں قوموں کی اصلی اور اخلاقی حالات کے درمیان ایک نگاہ میں فیصلہ ہوجاتا ہے۔ کہ اسلامیوں کو خدا نے باقی دنیا پر کیسے کیسے شرف اور فضائل عطا کئے ہیں۔ [illegible] کتاب کے اندر ہے وہ ایک مختصر اشتہار میں دکھایا نہیں جاسکتا۔ اسمیں پڑھنے کے واسطے بہت سا مفید اور ضروری اور دلچسپ مواد ہے۔ اور کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور نہایت خوشخط اور عمدہ اہتمام سے چھپوائی گئی ہے۔ قیمت فی جلد . . . . . عـ

سوانح عمری حضرت علی رض } سوانح عمری ۹۰۰ صفحہ کی قریب ہے۔ بڑی ضخیم کتاب ہے دنیا کے تمام سیر تفسیر حدیث کی کتابوں کی ورق گردانی کرکے یہ کتاب تیار کی گئی ہے اسمیں حضرت علی رض کے تمام مکمل حالات مندرج ہیں۔ قیمت فی جلد . . . . . عہ

فہرست کتب موجودہ دفتر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

صاحبان! یہ وہ کتابیں ہیں جنکا مطالعہ کرنا ہر ایک انسان کا فرض ہے یہ کتابیں اشتہاری نہیں بلکہ حقایق و معارف سے مالا مال ہیں کتابوں کے مطالعہ کرنیسے دین میں اعلیٰ درجہ کی بصیرت حاصل ہوتی ہے درخواست آنے پر کتابیں فوراً بذریعہ وی پی ارسال ہو سکتی ہیں خریداروں کو لازم ہے کہ اپنا پتہ مفصل اور خوشخط تحریر فرماویں۔ ہمارا پتہ یہ ہے: منیجر انوار الاسلام شہر سیالکوٹ

کتاب	قیمت
حمایل شریف بنیطیر ہر ایک صفحہ کا دوسرے صفحہ پر بالمقابل ترجمہ ۱۲ خوبیاں معہ فہرست مضامین قیمت فیجلد	؏
پنجسورہ بنیطیر بالمقابل ترجمہ	۱۰ا
تفسیر فیروزی پہلا سیپارہ علی قلم	عیم
پیارے نبی کے پیارے حالات رسول اللہ صلعم کی مفصل سوانحعمری معہ حالات انبیا	۸عیم
صدیق اکبر حضرت ابوبکر رض کی لائف	۸ر
امام اعظم	۴ر
ذوالنورین تیسرے خلیفہ کے حالات	۶ر
حضرت علی رض کی لائف .. ۹ صفحہ	ہے
حیات صلاح الدین	۶ر
اسم اعظم حضرت پیران پیر کے حالات	عیم
انسان اور اس کی تقدیر مسئلہ تقدیر کامل	عیم
تفسیر فیروزی۔ سورہ عم	۳ر
تفسیر فیروزی۔ سورہ الرحمن	۲ر
ایمان صحابہ	۴ر
ایک نومسلم کے دس لیکچر اسلام کی صداقت پر	عیم
سرسید احمد خاں کے دس لیکچر ۳۰ صفحہ	۶ر
مذاق العارفین	۴ر
طریقت الحقیقت۔ شیخ سعدی کا تصوف کا رسالہ	[illegible]
مناجات فیروزی	[illegible]
نعت فیروزی	[illegible]
عیسائیوں کی دینداری کا نمونہ۔ بائیبل کی تحریف نہایت عمدہ کتاب دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے	۴ر

کتاب	قیمت
تقدیس الرسول	۲ر
رفع طعن نکاح زینب	۴ر
عصمت النبی۔ عیسائیوں اور آریوں کے اعتراض کا جواب	۱ر
آریہ دھرم یا نیوگ کا ناول	۸ر
آریہ مت کی عکسی تصویر نظم میں۔ آریوں کا کچا چٹھا	۸ر
عیسائی مذہب کا فوٹو اصول نصاریٰ کا بطلان	۴ر
سچی عبادت۔ نماز انگریزی فارسی بھاشا سنسکرت سات زبانوں میں ترجمہ	[illegible]
ایک سچے مسیح کی مناجات	۲ر
الوہیت مسیح و تثلیث کا رد دو حصے	۲ر
نماز اور اسکی حقیقت	۴ر
اوراد عشرہ مترجم (دس وظیفے)	[illegible]
آسمانی بجلی و شیعوں کا ناس	۴ر
رانڈوں کی شادی گھر کی آبادی	۸ر
فتوح الغیب۔ (پیران پیر کا [illegible])	[illegible]
[illegible]	[illegible]
غوث الاعظم	۶ر
دیوان حضرت باہو	ار
دیوان حضرت غوث الاعظم فارسی	۳ر
مفتاح الجنت	۳ر

کتاب	قیمت
تشحیذ الورے	۱۰ر
آیات اللہ الکاملہ (ترجمہ حجۃ اللہ البالغہ) شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ السلام	؏ ۱۲
براہین احمدیہ چار جلد	ہے
الحق المبین رد امہات المومنین	۸ر
قرآن کریم کے کلام الٰہی ہونیکا ثبوت	۸ر
عقائد اہل سنت جماعت۔ امام غزالی رح	۴ر
سرمہ چشم آریہ	۱۲ر
مجموعہ معجزات محمدیہ	۵ر
ضرورت المسلمین	۴ر
تائید المحمد و القرآن ایک انگریز کا قرآن مجید اور محمد صلعم کی تائید کرنا	۷ر
نور اسلام	۶ر
مولوی نذیر احمد صاحب کے لیکچر	۱۲ر
محسن الملک کے دو مشہور لیکچر	۳ر
ولادت مسیح پر بحث	۳ر
صداقت	۲ر
قرآن شریف اور وید کا مقابلہ	۴ر
[illegible] حقیقت	۸ر
[illegible] بابت ۱۳۱۸	عیم
[illegible] اعتراضوں کا	عیم
سیرۃ الفاروق حضرت عمر رض کی لائف	۱۲
قوت فیصلہ	۲
اسلام کی پہلی کتاب [illegible]	[illegible]
براہین یوسفی یعنی آسمانی کڑک	[illegible]

منشی کریم بخش ایڈیٹر و پروپرائیٹر و مالک مطبع مفید عام پریس شہر سیالکوٹ